جلد ۳۴	۱۴ ماہ صلح ۱۳۲۵ ہش	۱۰ صفر ۱۳۶۵ھ	۱۴ جنوری ۱۹۴۶ء	نمبر ۱۲

مدینۃ المسیح

قادیان ۱۳ - ماہ صلح سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے متعلق آج ساڑھے آٹھ بجے شب کی ڈاکٹری اطلاع مظہر ہے - کہ حضور کی طبیعت خدا تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے - الحمد للہ +

حضرت اُم المومنین مدظلہا العالی کی طبیعت میں ضعف ہے. احباب دعائے صحت کریں -

آج بعد نماز ظہر سے عصر تک مسجد اقصےٰ میں مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے زیر اہتمام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتاب "نجم الہدیٰ" کا امتحان ہوا - جس میں مرکز کے ۱۳۸ خدام شامل ہوئے +

افسوس محترمہ آمنہ بی بی صاحبہ اہلیہ شیخ عبدالغنی صاحب مرحوم ساکن وڈالہ بانگر والدہ ڈاکٹر سردار علی صاحب دہلی جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحابیہ تھیں - کل وفات پا گئیں - انا للہ وانا الیہ راجعون - آج بعد نماز عصر حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب نے نماز جنازہ پڑھائی - اور مرحومہ بہشتی مقبرہ میں دفن کی گئیں - احباب بلندیٔ درجات کے لئے دعا فرمائیں -

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

موجودہ زمانہ کا جہاد اور حقیقی مجاہد

"رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے جن اعمال پر نہایت درجہ اپنی محبت ظاہر فرمائی ہے - وہ دو ہیں - ایک نماز اور ایک جہاد - نماز کی نسبت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں - کہ قرۃ عینی فی الصلوٰۃ یعنی میری آنکھ کی ٹھنڈک نماز میں رکھی گئی ہے - اور جہاد کی نسبت فرماتے ہیں - کہ میں آرزو رکھتا ہوں - کہ خدا تعالیٰ کی راہ میں قتل کیا جاؤں - اور پھر زندہ کیا جاؤں - اور پھر قتل کیا جاؤں اور پھر زندہ کیا جاؤں - اور پھر قتل کیا جاؤں -

سو اس زمانہ میں جہاد روحانی صورت سے رنگ پکڑ گیا ہے - اور اس زمانہ کا جہاد یہی ہے - کہ اعلاء کلمۂ اسلام میں کوشش کریں - مخالفوں کے الزامات کا جواب دیں - دین متین اسلام کی خوبیاں دنیا میں پھیلا دیں - آنحضرت صلعم کی سچائی دنیا پر ظاہر کریں - یہی جہاد ہے - جب تک خدا تعالیٰ کوئی دوسری صورت دنیا میں ظاہر کرے"۔

(البدر ۲۴ اگست ۱۹۰۳ء)

اسی طرح فرماتے ہیں - "واعلموا ان وقت الجہاد السیفی قد مضی ولم یبق الا جہاد القلم و الدعاء و آیات عظمیٰ - (حقیقت المہدی صـ ۲۲) یعنی سمجھ لو - کہ اب جہاد بالسیف کا زمانہ نہیں بلکہ قلم - دعا - اور آیاتِ عظمےٰ سے جہاد کرنے کا زمانہ ہے -

پھر فرماتے ہیں - "لا سیف فی ہذا الزمان الا سیف قوۃ البیان ولا اجد فی ہذا العصر تاثیرات القنات الا فی البراہین والادلۃ والآیات"۔

(حقیقت المہدی صـ ۲۶)

یعنی اس زمانہ میں قوتِ بیان کے سوا اور کوئی تلوار نہیں - اور ادلہ و براہین اور نشانات کے بیان کرنے میں جو تاثیر ہے - وہ نیزوں میں ہرگز نہیں -

پھر فرماتے ہیں - "دیکھو میں ایک حکم لیکر آپ لوگوں کے پاس آیا ہوں - وہ یہ ہے - کہ اب سے تلوار کے جہاد کا خاتمہ ہے - مگر اپنے نفسوں کے پاک کرنے کا جہاد باقی ہے"۔

(رسالہ گورنمنٹ انگریزی اور جہاد صـ ۱۴ ۱۵)

ایڈیٹر: - غلام نبی

بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپایا اور قادیان سے شائع کیا -

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان مورخہ ۱۰ صفر ۱۳۶۵ھ مطابق ۱۴ صلح ۱۳۲۵ ہش

دیوبند کے "کفن بردوش مجاہدین" کی حقیقت

(از ایڈیٹر)

دیوبند کا دعویٰ ہے۔ کہ تمام ہندوستان میں اسلامی تعلیم کی سب سے بڑی درسگاہ اور "دارالعلوم" وہی ہے۔ اسی میں ایسے عالم تیار کئے جاتے ہیں۔ جو علماء اُمتی کانبیاء بنی اسرائیل کے مصداق اور شریعت اسلامیہ کے ستون ہیں۔ وہی حق رکھتے ہیں۔ کہ مسلمانان عالم کی دینی اور دنیوی رہنمائی کریں۔ اور آج اسلام انہی کے دم قدم سے قائم ہے وہی اسلام کے حقیقی محافظ ہیں۔ اور انہی کا حق ہے۔ کہ اسلام کے مجاہد کہلائیں۔ ان سے اختلاف رکھنے والے اور ان کے خیالات کو درست نہ سمجھنے والے دائرہ اسلام سے خارج اور اسلام کے کھلے دشمن ہیں۔ ان سے سلام کلام بول چال قطعاً ناجائز ہے۔ اور ان کے درپے آزار رہنا کار ثواب۔

مگر جن لوگوں کے اس قدر بلند و بالا دعاوی ہیں۔ ذرا ان کی عملی حالت۔ تبلیغی خدمات اور مجاہدانہ سرگرمیاں ملاحظہ ہوں۔ دیوبند کے "دارالعلوم" کی بنیاد رکھنے سے لیکر اس وقت تک کوئی ایک بھی ایسا دیوبندی پیش نہیں کیا جا سکتا۔ جس نے اسلام کی اشاعت کے لئے اور اس اسلام کی اشاعت کے لئے جس کی حفاظت اور اشاعت کا دیوبندیوں کو دعویٰ ہے۔ اور جس کے وہ حامل کہلاتے ہیں۔ کبھی زبان تک ہلائی ہو۔ یا گھر سے قدم باہر رکھا ہو۔ یا کسی غیر مسلم کو دعوتِ اسلام دینے کی جرأت کی ہو۔ ان لوگوں کا سب سے بڑا اور واحد شغل آج تک یہی چلا آ رہا ہے۔ کہ مسلمانوں کو مسلمانوں سے لڑائیں۔ ان میں تفرقہ اور شقاق پیدا کریں۔ ان پر کفر کے فتوے لگائیں۔ اور غیر مسلموں کے آلۂ کار بن کر مسلمانوں کو زیادہ سے زیادہ نقصان پہنچائیں۔ اسی کو وہ خدمتِ اسلام۔ اسی کو مجاہدانہ جدوجہد اور اسی کو شان مولویت سمجھتے ہیں۔ لیکن اب تو انہوں نے حد ہی کر دی ہے۔

دیوبند کے "ناظم نشر و اشاعت" نے اخبارات کو حال میں ایک تار بھیجا ہے جسے پنجاب کے ایک ایسے اخبار نے جو ان دنوں جماعت احمدیہ کے خلاف جھوٹ۔ کذب اور افتراء کی اشاعت میں سب سے پیش پیش ہے۔ "کفن بردوش وفود کی روانگی" کے عنوان سے شائع کیا ہے۔ اس میں لکھا ہے:۔

"لاہور ایکسپریس سے ۶ رجنوری کو ایک وفد پنجاب کو اور چار وفد سندھ کو روانہ ہوگئے۔ دارالعلوم کے احاطوں میں صبح ہی سے چہل پہل نظر آ رہی تھی۔ دوپہر کو گیارہ بجے ایک شاندار جلوس نکالا گیا۔ جو دیوبند کے بازاروں سے گزرتا ہوا اسٹیشن پہنچا۔ ہزاروں طالب علموں اور شہریوں نے مجاہدین کے وفد کو الوداع کہا"۔

یہ وفود جن کی روانگی کی خوشی میں صبح ہی سے دارالعلوم میں "چہل پہل" نظر آنے لگی تھی۔ جن کے اعزاز و احترام میں "شاندار جلوس" نکالا گیا۔ جنہیں "مجاہدین" کے نہایت ہی پاکیزہ اور عظیم الشان لقب سے ملقب کیا گیا۔ جنہیں ہزاروں طالب علموں اور دوسرے دیوبندیوں نے اسٹیشن پر "الوداع" کہا۔ جس اہم ترین مہم جس عظیم الشان مقصد اور جن غیر معمولی خطرات اور مشکلات سے پُر خدمت اسلام کے لئے کندھوں پر کفن رکھ کر روانہ ہوئے۔ وہ بھی ناظم صاحب نشر و اشاعت کے ہی الفاظ میں سن لیجئے۔ لکھا ہے:۔

"یہ تمام وفود مذکورہ بالا صوبوں (پنجاب اور سندھ) میں مسلم پارلیمنٹری بورڈ کے امیدواروں کے لئے دورہ کریں گے"۔ گویا کانگرس سے وابستہ مسلمانوں کو عام مسلمانوں کے مقابلہ میں صوبائی انتخابات میں کامیاب بنانے کی کوشش کرنا وہ عظیم الشان مجاہدہ ہے۔ جس کے لئے دیوبندی مجاہدین بن کر نکل کھڑے ہوئے۔ اناللہ و انا الیہ راجعون۔

جن لوگوں کے نزدیک ایسے لڑکوں کو مجاہدین یعنی دین اسلام کے لئے جہاد کرنے والے بتایا جائے۔ ان کے لئے شاندار جلوس نکالا جائے۔ اور انہیں "کفن بردوش مجاہدین" تک قرار دے دیا جائے۔ ان کے متعلق سوائے اس کے کیا کہا جا سکتا ہے۔ کہ وہ اپنی بدبختی کے باعث اسلامی خدمات سے تو محروم ہو ہی چکے تھے۔ اسلامی مجاہدین کے متعلق تمسخر اور استہزاء کے سامان مہیا کرنا بھی انہی کی قسمت میں لکھا ہے۔ اور وہ نہایت بےباکی سے اس کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ دیوبندیوں کو آج تک تبلیغ اسلام کے لئے وفود چھوڑ کبھی ایک وفد بھی بھیجنے کی توفیق نہ ملی۔ حفاظت اسلام کے لئے کفن بردوش چھوڑ معمولی حالت میں بھی کسی کو روانہ کرنے کی ہمت نہ ہوئی۔ لیکن مسلمانوں کو مسلمانوں سے لڑانے اور سیاسیات میں ٹانگ اڑانے کے لئے چند طالب علموں کو بھیجکر ان کا نام مجاہدین قرار دے دیا۔ اور ہوائی کفن ان کے کندھوں پر رکھ دیئے۔ یہ اسلام اور اسلام کے ان مجاہدین کے ساتھ شرمناک تمسخر نہیں تو اور کیا ہے۔ جنہوں نے اسلام کی خاطر اپنا سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر سینکڑوں اور ہزاروں میل دور ظلمت و کفر کے ناپیدا کنار سمندر میں چھلانگ لگا دی۔ اور کفر کی خوفناک لہروں سے بفضل خدا کامیاب مقابلہ کیا۔ اور کر رہے ہیں۔

تحصیل بٹالہ کے فوجی ووٹران کے لئے

پنجاب اسمبلی کا الیکشن چند دنوں تک شروع ہونے والا ہے۔ گورنمنٹ کے پہلے اعلانات کے مطابق یکم فروری ۱۹۴۶ء سے ۱۵ رفروری ۱۹۴۶ء تک پولنگ ہوگا۔ ابھی تک تفصیلی پروگرام شائع نہیں ہوا۔ جس کے شائع ہونے پر اسے اخبار میں بھی درج کر دیا جائے گا۔

فوجیوں کے ووٹ دینے اور چھٹی کے بارے میں تفصیلی ہدایات انڈین آرمی آرڈر ۴۵ء/سی/۱۲۹ No اور آرمی انسٹرکشن انڈیا ۴۵ء / ۹۹۸ No مورخہ ۲۱ اور ۲۲ راکتوبر ۱۹۴۵ء میں دی گئی ہیں۔

تحصیل بٹالہ کے احمدی فوجی ووٹران نوٹ کر لیں۔ کہ ملٹری کے محولہ بالا احکام کے مطابق وہ چھٹی کے لئے درخواست کر سکتے ہیں۔ لیکن چھٹی کی درخواست کے ساتھ ان کو ضلع گورداسپور کے ڈپٹی کمشنر کا ایک سرٹیفکیٹ کمانڈنگ افسر کے سامنے پیش کرنا ہوگا۔ جس میں اس بات کی تصدیق کی گئی ہو۔ کہ ان کا نام اس حلقہ کی انتخابی فہرست میں موجود ہے۔ جن دوستوں کو اس بات کا علم نہ ہو۔ کہ ان کا ووٹ اس حلقہ میں بنا بھی ہے یا نہیں تو ان کو اپنا نام ولدیت اور قومیت لکھ کر نظارت ہذا کے شعبہ الیکشن (حلقہ قادیان) سے دریافت کر لینا چاہیئے۔ کوشش کی جا رہی ہے۔ کہ جن ووٹران کے پتوں کا علم ہو سکے۔ ان کو اس قسم کے سرٹیفکیٹ یہاں سے لیکر بھجوا دیئے جائیں۔

(ناظر امور عامہ)

قادیان کے ووٹران اسمبلی کو ضروری اطلاع

احباب کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ پنجاب اسمبلی کے انتخابات یکم فروری ۱۹۴۶ء سے ۱۵ رفروری ۱۹۴۶ء تک ہو رہے ہیں۔ تفصیلی پروگرام ابھی تک گورنمنٹ کی طرف سے شائع نہیں ہوا۔ جو شائع ہونے پر اخبار میں دے دیا جائیگا۔ جن دوستوں اور بہنوں کا ووٹ قادیان میں درج ہے۔ اور وہ اس وقت قادیان سے باہر گئے ہوئے ہیں۔ انہیں چاہیئے۔ کہ تاریخوں کا اعلان ہونے پر ضرور قادیان پہنچ جائیں۔ تاکہ وقت مقررہ پر اپنا ووٹ دے سکیں۔ یہ ایک نہایت ضروری معاملہ ہے۔ جس کے واسطے بہنوں اور بھائیوں کو خاص طور پر وقت نکال کر قادیان پہنچنا چاہیئے۔ جو ووٹر قادیان میں مقیم ہیں۔ انہیں بھی تاریخیں نوٹ کر لینی چاہئیں۔ تاکہ وہ ان تاریخوں پر قادیان سے باہر نہ جائیں۔ اگر کسی دوست کو یہ علم نہ ہو۔ کہ قادیان میں اس کا ووٹ درج ہے یا نہیں۔ تو وہ دفتر ہذا میں تشریف لا کر یا خط لکھ کر جس میں نام۔ ولدیت اور قومیت درج ہو۔ دریافت فرمائیں۔ (ناظر امور عامہ)

جلسہ سالانہ ۱۹۴۵ء کی ایک نہایت اہم تقریر

حضرت خاتم الانبیاء امام الاصفیا ختم المرسلین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بےمثل شان

احمدیت کے نقطۂ نظر سے

جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب ناظر امور عامہ کی تقریر

(۱)

سرور دو عالم سید ولد آدم حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر مبارک اور وہ بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ میں روح کی ایک ایسی لطیف اور پر سرور نعمت ہے۔ کہ جس سے سیری ہوتی ہی نہیں۔ جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب نے اپنی جلسہ سالانہ کی تقریر میں اس عظیم الشان نعمت کو نہایت عمدہ ترتیب سے سجا کر پیش فرمایا تھا۔ جسے اب اخبار کے ذریعہ چند قسطوں میں شائع کیا جائے گا۔ اس چیز کو پبلک میں پیش کرنے اور غیر احمدیوں میں زیادہ سے زیادہ اشاعت کرنے کی اس لئے بھی ضرورت ہے۔ کہ آج کل انتخابات کے سلسلہ میں جماعت احمدیہ کے خلاف جو نہایت شرمناک حرکات کی جا رہی ہیں۔ ان میں سے ایک یہ بھی ہے۔ کہ عوام کو یہ کہہ کر اشتعال دلایا جا رہا ہے کہ احمدی رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نہ صرف پوری پوری تعظیم و تکریم نہیں کرتے۔ بلکہ (نعوذ باللہ) ہتک کرتے رہتے ہیں۔ انہیں یہ تقریر پیش کر کے بتایا جائے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جو ارفع اور اعلےٰ شان دنیا میں پیش کی ہے۔ اس کا عشر عشیر بھی کسی اور نے بیان نہیں کیا۔ اور جماعت احمدیہ آپؐ کے ایک ایک لفظ کو جزو ایمان سمجھتی ہے۔

وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰى۔

گزشتہ سال جلسہ سالانہ کے موقعہ پر سورۃ والنجم کی یہی آیات پڑھ کر احمدی نقطۂ نظر سے شانِ محمدیت کو واضح کرنے کے لئے قاب قوسین کے متعلق میں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعض وہ تشریحات پیش کی تھیں۔ جن کی رو سے قوسِ الوہیت اور قوسِ بشریت کے درمیان بہ واسطہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات ستودہ صفات ثابت ہوتی ہے۔ یہ مضمون نا تمام تھا اس لئے اسی عنوان کے ماتحت اور انہی آیات کی تلاوت کے ساتھ شانِ محمدیت کے بارے میں جماعت احمدیہ کے نقطۂ نظر کو مزید وضاحت کے لئے پیش کرتا ہوں۔

قاب قوسین کی صورت
مجوزہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

گزشتہ سال کے سالانہ جلسہ میں اس تقریر کے موقعہ پر روسی جار اللہ مشہور روسی عالم بھی موجود تھے۔ وہ اردو سمجھتے تھے۔ انہوں نے نفسِ مضمون کو پسند کیا۔ مگر قابَ قوسین کے متعلق گذشتہ مفسرین کی رائے پیش کر کے کہا کہ قابَ قوسین سے دو کمانوں کا آپس میں اس طور سے ملنا مراد ہے۔ کہ اُن کی شکل ایک کمان کی ہو۔ اور ان کے وتر ملکر مضبوط وتر بنائیں کیونکہ عربوں کی عادت تھی کہ آپس میں کمانیں ملا کر اتفاق و اتحاد کا معاہدہ کیا کرتے تھے۔ یعنی ان کے تیر مقابلہ کے لئے ایک کمان سے چلینگے میں نے کہا ان آیات کا موضوع نبرد آزمائی نہیں بلکہ والنجم اذا ھوی ما ضلّ صاحبکم وما غوی .... ولقد جاءھم من ربّھم الھدیٰ۔ یہ آیات اور ان کا سیاق وسباق بتلاتا ہے۔ کہ آفتابِ ہدایت اور کامل راہنما کے مبعوث ہونے کا ان میں ذکر کیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں دو کمانوں کا ایک کمان کی شکل اختیار کرنے سے اُن کا وتر ایک تو ہو سکتا ہے۔ مگر اس شکل میں افق اعلیٰ کی صورت پیدا نہیں ہوگی۔ اور نہ اس کی قاب (ماپ) میں وسعت پیدا ہوگی۔ کیونکہ وتر کے درمیانی نقطہ سے جو خط کھینچا جائے گا۔ وہ افقی خط نصف کا نصف ہی رہیگا۔ اور ان کی قاب بھی آدھی۔ حالانکہ آیت فاستویٰ کے بعد وھو بالافق الاعلیٰ کی آیت جو جملہ حالیہ کے طور پر واقع ہے۔ اس غلط خیال کی طرف جانے سے روکتی ہے۔ دو قوسوں کے درمیان وتر جو ایک جہت سے دونوں قوسوں کو دائیں بائیں سے ملانے والا بھی ہو۔ اور پھر افق اعلیٰ کا خط مستقیم بھی دکھلائے اور پھر دونوں قوسوں کے اتصال سے ان کی قاب میں پوری وسعت بھی پیدا ہو۔ یہ بات صرف اسی صورت میں ہو سکتی ہے۔ کہ جب دو قوسیں بالمقابل جہت سے ملیں اور اُن کا ایک وتر ہو۔ سورہ نجم کی آیات کے موضوع خصوصاً آیت وھو بالافق الاعلیٰ کی طرف توجہ دلانے پر علامہ کی تسلی ہوئی اور یہ بات اُن کے ذہن نشین ہوگئی کہ قاب قوسین کی صورت و شکل جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تجویز فرمائی ہے۔ وہی درست ہے۔ اور اسی سے درحقیقت آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان واضح طور پر نمایاں ہوتی ہے۔ وجہ یہ کہ قوسیں جب آپس میں بالمقابل جہت سے ایک وتر پر ملینگی تو وہ ایک دائرہ کی شکل بنائینگی۔ اور اس دائرہ میں سب سے لمبا خط وہ ہوگا۔ جو مرکزِ دائرہ سے گزر کر قطرِ دائرہ کے افق اعلےٰ پر واقع ہوگا۔ اور اس مرکز کے دائیں اور بائیں جتنے افقی خطوط ہونگے۔ وہ اس سے چھوٹے ہونگے۔ دائرہ میں ایک اور صرف ایک ہی خط لمبائی اور بلندی میں سب سے زیادہ لمبا اور بلند تر ہو سکتا ہے۔ اور یہ بات دائرہ کے خطوط پر ایک نظر ڈالنے سے آسانی سے ہر شخص کی سمجھ میں آ سکتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قاب قوسین کی اس بیان کردہ تشبیہ سے دو اہم نتیجے اخذ فرماتے ہیں جنہیں براہین و واقعات مشہودہ سے ثابت فرمایا ہے۔

تمام مخلوق سے اکمل و اعلیٰ انسان

اوّل یہ کہ جس طرح دائرہ میں صرف اور صرف ایک ہی خطِ مستقیم ہے۔ جو افقِ اعلےٰ پر واقع ہو سکتا ہے۔ اسی طرح دائرہ ترقیات میں بھی صرف ایک ہی انسان ہو سکتا ہے۔ جو تمام انسانوں سے اعلےٰ و اکمل ہو۔ اور وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات والا صفات ہے۔ چنانچہ حضور فرماتے ہیں:۔

"وہ انسان جس نے اپنی ذات سے اپنی صفات سے اپنے افعال سے اپنے اعمال سے اور اپنے روحانی اور پاک قویٰ کے پُر زور دریا سے کمال تام کا نمونہ علماً و عملاً و صدقاً و ثباتاً دکھلایا اور انسان کامل کہلایا۔ وہ انسان جو سب سے زیادہ کامل اور انسان کامل تھا۔ اور کامل نبی تھا۔ اور کامل برکتوں کے ساتھ آیا جس سے روحانی بعث اور حشر کی وجہ سے دنیا کی پہلی قیامت ظاہر ہوئی۔ اور ایک عالم کا عالم مرا ہوا اس کے آنے سے زندہ ہو گیا وہ مبارک نبی حضرت خاتم الانبیاء امام الاصفیاء ختم المرسلین جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔" (اتمام الحجۃ صفحہ ۲۸)

ہر نوع مخلوق کی اکمل ترین شکل

آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس بے مثال شان کے متعلق اعتراض اٹھایا جا سکتا ہے۔ کہ یہ کیونکر ممکن ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کے کروڑہا بندوں میں سے صرف ایک ہی انسان کامل ہو۔ ایسا کامل کہ کمالات میں اس سے بڑھ کر نہ پہلے کبھی ایسا کامل انسان ہوا اور نہ آئندہ ہوگا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس اعتراض کا جواب قانونِ قدرت کی شہادت سے یہ دیا ہے۔ کہ تمام انواع و اقسام مخلوقات میں شانِ خالقیت و شانِ ربوبیت اسی طرح نظر آتی ہے۔ کہ ہر نوعِ مخلوق کو ادنیٰ ترین شکل سے شروع کر کے پھر اس مخلوق کی اکمل ترین شکل وصورت پر اُسے ختم کیا گیا ہے۔ کیا نباتات میں کیا حشرات میں اور کیا باقی حیوانات میں یہی شانِ خالقیت دکھائی دیتی ہے۔ کہ ایک قسم کی مخلوق اپنی ادنیٰ سے ادنیٰ حالت میں بھی ہے۔ اور پھر اسی قسم کی مخلوق سے اعلےٰ شکلوں میں تدریجاً تبدیل ہوتی ہوئی نمایاں سے نمایاں اور اعلےٰ سے اعلےٰ شکل اختیار کرتی چلی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ اس کی ایک اکمل ترین صورت و شکل بھی نظر آئے گی۔ جس پر اس مخلوق کی کمال نوعی کا خاتمہ ہے۔ اور اس سے اوپر اس مخصوص نوعِ مخلوق کی اور بہتر شکل نہ ہوگی۔ بیری یا نارنگی کو دیکھیں کہ اپنی ادنیٰ حالت میں وہ پست قامت چھوٹی چھوٹی جھاڑیاں بھی ہیں جو ننھے ننھے کڑوے پھلوں سے لدی ہوتی ہیں۔ پھر اسی نوع کے بڑے بڑے پودے بھی ہیں جن سے خوشبو خوش ذائقہ بڑے بڑے پھل پیدا ہوتے ہیں۔ اور یہ بڑے پودے اس مخلوق کا کمال نوعی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام قانونِ قدرت کے اس مشاہدہ کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"وجدانِ صحیح اور دلائل معقولہ اس بات کو چاہتے ہیں۔ کہ خدا تعالیٰ جو واحد ولاشریک ہے۔ اور وحدت کو دوست رکھتا ہے۔ وہ مصدر وحدت ہو۔ یعنی اس کا طرز پیدائش متفرق اور پریشان طور پر نہ ہو۔ بلکہ اس نے مخلوقات کے تمام افراد کو ایک احسن انتظامِ وحدت سے ظہور پذیر کیا ہو۔ اور اسی پر ہمارا ذاتی مشاہدہ بھی شہادت دے رہا ہے۔ جب ہم چھوٹے چھوٹے کیڑوں سے لیکر انسان تک نظر پہنچاتے ہیں۔ یا ہم ایک ایسے آدمی سے جس کی علمی و عملی قوتیں نہایت ہی ضعیف یا پُرظلمت ہیں۔ ایک اعلیٰ درجہ کی فطرت پر نگاہ ڈالتے ہیں۔ تو تمام سلسلہ مخلوقات کا ہمیں یوں نظر آتا ہے۔ کہ گویا وہ ایک خطِ مستقیم عمودی ہے۔ جس کی ایک طرف ارتفاع اور دوسری طرف انخفاض ہے۔ سو ہمیں اس خط پر نظر ڈالنے سے بناچاری ماننا پڑتا ہے۔ کہ یہ سلسلہ مخلوقات ادنیٰ مخلوق سے لیکر ایک اعلیٰ مخلوق تک پہنچتا ہے۔ اور ایسی عمدہ ترتیب سے یہ سلسلہ اوپر کو چڑھتا جاتا ہے۔ کہ بعض حیوان درمیان میں ایسے آگئے ہیں۔ کہ ان پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ گویا وہ انسان اور حیوان میں برزخ ہیں۔ مثلاً بندر" (محامد صفحہ ۱۱۹)

"پھر اگر سلسلہ جمادی کی طرف نظر ڈال کر دیکھیں۔ تو اس قاعدہ کو اور بھی اس سے تائید پہنچتی ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے چھوٹے سے چھوٹے جسم سے جو ایک ذرہ ہے لے کر ایک بڑے سے بڑے جسم تک جو آفتاب ہے۔ اپنی صفت خالقیت کو تمام کیا ہے۔ اور بلاشبہ خدا تعالیٰ نے اس جمادی سلسلہ میں آفتاب کو ایک ایسا عظیم الشان اور نافع اور ذی برکت وجود پیدا کیا ہے۔ کہ طرف ارتفاع (بلندی) میں اس کے برابر کوئی دوسرا ایسا وجود نہیں ہے۔ سو اس سلسلہ کے ارتفاع (بلندی) اور انخفاض (پستی) پر نظر ڈال کر جو ہر وقت ہماری آنکھوں کے سامنے ہے۔ روحانی سلسلہ جو اسی کے ہاتھ سے نکلا ہے۔ اور اسی عادت سے ظہور پذیر ہوا ہے۔ خود بلا تامل سمجھ میں آتا ہے۔ کہ وہ بھی بلا تفاوت (فرق) اسی طرح واقع ہے۔ اور یہی ارتفاع اور انخفاض اس میں بھی موجود ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کے کام یک رنگ اور یکساں ہیں۔ اس لئے کہ وہ واحد ہے۔ اپنے افعال میں وحدت کو یکساں رکھتا ہے۔ پریشانی اور اختلاف اس کے کاموں میں راہ نہیں پکڑ سکتا۔ اور خود یہ کیا پیارا اور موزون طریق معلوم ہوتا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کے کام باقاعدہ اور ایک ترتیب سے مرتب اور ایک سلک میں منسلک ہیں۔ اور یہی طریق وحدت اسے محبوب بھی ہے۔ تو اس قانون قدرت کے ماننے سے ہمیں یہ بھی ماننا پڑا۔ کہ جیسے خدا تعالیٰ نے جمادی سلسلہ میں ایک ذرہ سے لیکر اس وجود اعظم تک یعنی آفتاب تک نوبت پہنچائی ہے۔ جو ظاہری کمالات کا جامع ہے۔ جس سے بڑھ کر اور کوئی جسم جمادی نہیں۔ ایسا ہی روحانی آفتاب بھی کوئی ہوگا۔ جس کا وجود خطِ مستقیم مثالی میں ارتفاع کے اخیر نقطہ (افق اعلیٰ) پر واقع ہو۔ اب تفتیش اس بات کی کہ وہ انسانِ کامل جس کو روحانی آفتاب سے تعبیر کیا گیا ہے۔ وہ کون ہے اور اس کا کیا نام ہے؟ یہ ایسا کام نہیں ہے۔ کہ جس کا تصفیہ مجرد عقل سے ہو سکے۔ کیونکہ بجز خدا تعالیٰ کے یہ امتیاز اور کون مجرد عقل سے ایسا کام کر سکتا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کے کروڑہا اور بے شمار بندوں کو نظر کے سامنے رکھ کر اور ان کی روحانی طاقتوں اور قوتوں کا موازنہ کر کے سب سے بڑے کو الگ کر کے دکھلاوے۔ بلاشبہ عقلی طور پر کسی کو اس جگہ دم مارنے کی جگہ نہیں۔ ہاں ایسی بلند اور عمیق دریافت کے لئے کتب الہامی ذریعہ ہیں۔ جن میں خود خدا تعالیٰ نے پیش از ظہور بلکہ ہزارہا برس پہلے اس انسان کامل کا پتہ و نشان بیان کر دیا ہے۔ پس جس شخص کے دل کو خدا تعالیٰ اپنی توفیق خاص سے اس طرف ہدایت دیگا۔ کہ وہ الہام اور وحی پر ایمان لاوے اور ان پیشگوئیوں پر غور کرے کہ بائیبل میں درج ہیں۔ تو اسے ضرور ماننا پڑیگا۔ کہ وہ انسان کامل جو آفتاب روحانی ہے۔ جس سے نقطہ ارتفاع کا پورا ہوا ہے اور جو دیوار نبوت کی آخری اینٹ ہے۔ وہ حضرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہیں۔" (محامد صفحہ ۱۰۳)

عبودیت میں شانِ معبودیت

اس مضمون کو واضح کرنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انبیائے اولین کی الہامی پیشگوئیوں سے اس بات کا ثبوت پیش فرمایا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہی وہ کامل انسان ہیں۔ جو اپنے عروج روحانی اس افق اعلیٰ یعنی انتہائی نقطہ بلندی پر پہنچے ہیں۔ وہ افق اعلیٰ جہاں عبودیت میں شانِ معبودیت ایسے کامل طور پر جلوہ گر ہوئی ہے۔ اسی طرح جس طرح کہ آدم قد آئینہ میں اس کا پورا عکس اترتا ہے۔ صفات الٰہیہ کے اس کامل انعکاس پذیری ہی کی وجہ سے آپ کا نام محمدؐ رکھا گیا۔ اور صفات الٰہیہ کے مظہر اتم واکمل ہونے کی ہی وجہ سے انبیاء علیہم السلام نے آپ کی آمد کو حق تعالیٰ کی آمد سے تعبیر فرمایا۔ آپ سے پہلے جتنے انبیاء آئے۔ انکو قرب الٰہی میں حق تعالیٰ سے ایسا ہی تعلق تھا۔ جیسے خادم کو آقا سے یا بیٹے کو باپ سے ہوتا ہے۔ اور یہ تعلق کامل نہیں بلکہ ناقص ہے۔ گو خادم کو اپنے مخدوم سے ایک پیوند الفت و قرب ہوتا ہے۔ یا بیٹے کو باپ سے مشابہت ہوتی ہے۔ مگر یہ پیوند و مشابہت اس طور کی نہیں جس طور سے آئینہ میں اصل کا عکس ہوتا ہے۔ کہ دونوں میں بظاہر کوئی فرق نظر نہیں آتا۔ اصل کی ہم شکل ایک شے نظر آتی ہے۔

حضرت موسیٰ عہ کی پیشگوئی

صفات الٰہیہ کی کامل انعکاس پذیری اور مظہریت تامہ کی ہی وجہ سے انبیاء علیہم السلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ظہور کو خدا کا ظہور قرار دیا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب اطلاع دی۔ تو ان الفاظ سے دی:۔

"خدا سینا سے آیا اور فاران (یعنی مکہ کے پہاڑ) پر سے ان پر چمکا۔"

یعنی وہ آفتاب صداقت جو مکہ کے پہاڑ سے ظہور پذیر ہوگا۔ اس کی شعاعیں سب سے زیادہ تیز ہیں۔ اور سلسلہ ترقیات نور صداقت اسی کی ذات جامع برکات پر ختم ہے۔

حضرت داؤد علیہ السلام کی پیشگوئی

اسی طرح حضرت داؤد علیہ السلام نے آنحضرت صلعم کی جلالیت و عظمت کا اقرار کرکے زبور پینتالیس میں یوں بیان کیا ہے۔ (۲) تو حسن بنی آدم سے کہیں زیادہ ہے۔ تیری لبوں میں نعمت بتائی گئی ہے۔ اسی لئے خدا نے تجھکو ابد تک مبارک کیا (۳) اے پہلوان تو جاہ و جلال سے اپنی تلوار حمائل کر کے اپنی ران پر لٹکا (۴) امانت اور حلم اور عدالت پر اپنی بزرگواری اور اقبالمندی سے سوار ہو۔ کہ تیرا داہنا ہاتھ تجھے ہیبتناک کام دکھائیگا۔ (۵) بادشاہ کے دلوں میں تیرے تیر تیزی کرتے ہیں۔ لوگ تیرے سامنے گر جاتے ہیں۔ (۶) اے خدا تیرا تخت ابد الآباد ہے۔ (یہ فقرہ اسی مقام جمع سے ہے جو قرآن شریف میں کئی مقام میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حق میں بولا گیا ہے) تیری سلطنت کا عصا راستی کا عصا ہے (۷) تو نے صدق سے دوستی اور شر سے دشمنی کی۔ اسی لئے خدا نے جو تیرا خدا ہے۔ خوشی کے روغن سے تیرے مصاحبوں سے زیادہ تر تجھے معطر کیا۔ بادشاہوں کی بیٹیاں تیری عزت والی عورتوں میں ہیں۔"

حضرت یسعیاہ کی پیشگوئی

اسی طرح حضرت یسعیاہ نبی نے آنحضرت صلعم کی جلالیت و عظمت و مظہر تام الوہیت ہونے کے بارہ میں اپنے صحیفہ کے باب بیالیس میں بطور پیشگوئی وحی پاکر یوں بیان کیا ہے۔ "دیکھو میرا بندہ جسے میں سنبھالوں گا میرا برگزیدہ جس سے میرا جی راضی ہے۔ میں نے اپنی روح اس پر رکھی۔ وہ قوموں پر راستی ظاہر کریگا۔ وہ نہ گھٹیگا اور نہ تھکے گا۔ جب تک راستی کو زمین پر قائم نہ کرے۔ بیابان اور اس کی بستیاں قیدار (یعنی عرب) کے آباد دیہات (جس سے مکہ معظمہ وغیرہ مراد ہیں) اپنی آواز بلند کریں۔ خداوند ایک بہادر کی مانند نکلیگا۔ (خداوند سے مراد ظلی طور پر آنحضرت ہیں کیونکہ وہ مظہر اتم الوہیت اور درجہ سوئم قرب پر ہیں۔ جیسا کہ کئی دفعہ ہم بیان کر چکے ہیں) وہ اپنے تئیں اپنے دشمنوں پر قوی دکھلائے گا۔ قدیم سے میں خاموش رہا ہوں۔ اور ستایا اور آپ کو روکے گیا۔ پر اب میں اس عورت کی طرح جو درد زہ میں ہو چلاؤں گا۔ میں پہاڑوں اور ٹیلوں کو ویران کر ڈالونگا۔ اور اندھوں کو اس راہ سے جسے وے نہیں جانتے لے جاؤنگا۔" ایسا ہی یوحنا نبی نے آنحضرت کی جلالیت و عظمت ظاہر کرنے کے لئے بطور پیشگوئی گواہی دی جو انجیل متی باب سوم میں اس طرح پر درج ہے۔

(۱۱) میں تو تمہیں توبہ کے لئے پانی سے بپتسمہ دیتا ہوں۔ لیکن وہ جو میرے بعد آتا ہے۔ مجھ سے قوی تر ہے۔ کہ میں اسکی جوتیاں اٹھانے کے لائق نہیں۔ وہ تمہیں روح القدس اور آگ سے بپتسمہ دیگا۔"

.... اور اسی طرح کے بپتسمہ کی طرف اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں اشارہ بھی فرمایا ہے۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے۔ وایدھم بروح منہ۔ یعنی خدا تعالیٰ مومنوں کی روح القدس سے تائید کرتا ہے۔ اور پھر فرماتا ہے صبغۃ اللہ ومن احسن من اللہ صبغۃ۔ یعنی یہ خدا کا بپتسمہ ہے۔ اور کونسا بپتسمہ اس سے بڑھکر خوبصورت ہو۔ (محامد صفحہ ۱۱۱)

حضرت مسیح علیہ السلام کی پیشگوئی

اس سے بڑھ کر شہادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مظہر اتم الوہیت ہونے کے متعلق حضرت مسیح علیہ السلام کی اس مشہور پیشگوئی میں ہے۔ جو انجیل متی باب ۲۱ میں مذکور ہے۔ جہاں انگورستان کی مثال دی۔ اور فرمایا کہ باغ کے مالک نے پہلے نوکروں کو بھیجا۔ باغبانوں نے پھل دینے سے انکار کیا۔ پھر مالک نے بیٹے کو بھیجا۔ انہوں نے اسے قتل کر دیا۔ اس کے بعد حضرت مسیح فرماتے ہیں۔ اب باغ کا مالک خود آئیگا۔ یعنی خدا تعالیٰ خود ظہور کریگا۔ تا باغبانوں کو سزا دے۔ اور اپنا باغ ایسے لوگوں کو دے۔ کہ اپنے وقت پر پھل دیا کریں۔ اس پیشگوئی میں حضرت مسیح علیہ السلام نے ان نبیوں کو جو شریعت موسوی کی حمایت کے لئے ان سے پہلے آئے۔ تمثیلی طور پر قرب کے درجہ میں بطور نوکروں کے بیان کیا ہے۔ جو پہلا درجہ ہے۔ اور پھر اپنے لئے قرب کے دوم درجہ کا اشارہ کرکے بیٹے کے لفظ سے اپنے اس مقام قرب کو ظاہر فرمایا ہے۔ اور پھر تیسرا درجہ قرب کا جو مظہر اتم الوہیت ہے۔ وہ شخص قرار دیا۔ جو بیٹے کے مارے جانے کے بعد آئیگا۔ جو باغ کا مالک اور نوکروں کا آقا اور اس بیٹے کا باپ مجازی طور پر ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام انجیل کی اس تمثیلی پیشگوئی کا حوالہ دینے کے بعد فرماتے ہیں:۔

"یہ بات نہایت صاف طور پر ظاہر ہے۔ کہ جس طرح نوکروں کے آنے اور بیٹے کے آنے سے مراد وُہ نبی تھے جو وقتاً فوقتاً آتے گئے۔ اِسی طرح اس تمثیل میں مالکِ باغ کے آنے سے بھی مراد ایک بڑا نبی ہے۔ جو نوکروں اور بیٹے سے بڑھ کر ہے جس پر تیسرا درجہ قُرب کا ختم ہوتا ہے وہ کون ہے۔ وُہی نبی ہے۔ جس کا اسی انجیل متی میں فارقلیط کے لفظ سے وعدہ دیا گیا ہے۔ اور جس کا صاف اور صریح نام محمدؐ رسول اللہ انجیل برنباس میں موجود ہے۔ یہ ہرگز نہیں ہوسکتا کہ مسیح جیسا ایک نبی قُرب کے تینوں درجوں کے بیان کرنے میں صرف دو ٹکڑے اس میں سے بیان کرکے رہ جائے اور تیسرے ٹکڑے کے مصداق کی طرف کچھ بھی اشارہ نہ کرے بیشک ہر ایک عاقل اس پیشگوئی پر غور کرکے بہ یقین کامل سمجھ لیگا کہ یہ تین تمثیلیں تینوں قسم کے نبیوں کی طرف اشارات ہیں۔ اور خود تین قسم کا قُرب ایک ایسی ضروری اور سرشار صداقت ہے۔ کہ بجز اُس خاص شخص کے جس کی عقل کو طوفانِ تعصب بکلی تحت الثریٰ میں لے گیا ہو۔ ہر ایک فرقہ اور قوم کا آدمی معارفِ یقینیہ سے سمجھتا ہے۔"

(محامد صفحہ ۱۱۸)

غرض حضرت مسیح علیہ السلام کا یہ اقرار کہ وُہ جو میرے بعد آتا ہے۔ مجھ سے قوی تر ہے۔ کہ میں اُس کی جوتیاں اٹھانے کے لائق نہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شانِ جلیلہ کے بارے میں کھلی شہادت ہے۔ یہ اقرار جا بجا انجیلوں میں موجود ہے۔ بلکہ اسی اقرار کے ضمن میں حضرت مسیح علیہ السلام یہ بھی اقرار کرتے ہیں کہ میری تعلیم ناقص ہے کیونکہ ہنوز لوگوں کو کامل تعلیم کی برداشت نہیں مگر وہ روحِ حق جو نقصان سے خالی ہے۔ یعنی سیدنا حضرت محمد صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جس کا قرآن شریف میں نام حق آیا ہے۔ وُہ کامل تعلیم لائے گا۔ اور لوگوں کو نئی باتوں کی خبر دے گا۔

خدا تعالےٰ کی صفات پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام

رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا نام الحق دکھا گیا جو اللہ تعالےٰ کا نام ہے۔ اور جس کے معنے کامل سچائی کے بھی ہیں۔ اور فرمایا مَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی۔ یعنی اس نبی کا قول ہوا وہوس کے چشمہ سے نہیں نکلا بلکہ اس کا قول خدا کا قول ہے۔ اور فرمایا اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰهَ یَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَیْدِیْهِمْ یعنی جو تیری بیعت کرتے ہیں وہ اللہ کی بیعت کرتے ہیں۔ بیعت لیتے وقت اللہ کا ہاتھ اُن کے ہاتھوں پر ہوتا ہے۔ اس آیت میں ان کے ہاتھ کو خدا کا ہاتھ اور آیت مَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰهَ رَمٰی۔ (یعنی تو نے تیر نہیں چلایا بلکہ اللہ نے چلایا) میں آپ کے تیر چلانے کو خدا کا تیر چلانا قرار دیا گیا ہے۔

اِن آیات سے ظاہر ہے کہ جیسے آپ کے کل اقوال خدا تعالےٰ کے اقوال ہیں ایسا ہی آپ کے افعال بھی اللہ تعالےٰ کے افعال ہیں۔ قول وفعل کی رُو سے دونوں کا وجود ایک ہے۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شانِ مظہریت کاملہ کی وضاحت کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔ "ایسا ہی اللہ تعالےٰ نے مقامِ جمع کے لحاظ سے (یعنی اُس افقِ اعلےٰ والے مقام کے لحاظ سے جس میں کامل قُرب آپ کو حاصل ہوا) کئی نام آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ایسے رکھ دیئے جو اُس کی صفتیں ہیں۔ جیسا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا نام محمدؐ رکھا ہے۔ جس کا ترجمہ یہ ہے۔ کہ نہایت ہی تعریف کیا گیا۔ سو یہ غایت درجہ کی تعریف حقیقی طور پر خدا تعالیٰ کی شان کے لائق ہے۔ مگر ظلّی طور پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو دی گئی۔ ایسا ہی قرآن شریف میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا نام نور جو دنیا کو روشن کرتا ہے۔ اور رحمت جس نے عالم کو زوال سے بچایا ہوا ہے۔ آیا ہے۔ اور الرَّءُوْفُ الرَّحِیْمُ جو خدا تعالےٰ کے نام ہیں ان ناموں سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پکارے گئے ہیں۔ اور کئی مقام پر قرآن شریف میں اشارات و تصریحات سے بیان ہوا ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مظہر اتم الوہیت ہیں ان کا کلام خدا کا کلام اور ان کا ظہور خدا کا ظہور اور ان کا آنا خدا کا آنا ہے۔" (محامد صفحہ ۱۱۳)

رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا نام نور

ایسا ہی خدا تعالےٰ کا ایک نام نور ہے۔ اور اس نام سے آپ کو جا بجا قرآن مجید میں نور کہا گیا ہے۔ آپ کے اس نام کی تشریح میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِیْهَا مِصْبَاحٌ اَلْمِصْبَاحُ فِیْ زُجَاجَةٍ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّیٌّ یُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَیْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِیَّةٍ وَّلَا غَرْبِیَّةٍ یَّكَادُ زَیْتُهَا یُضِیْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ یَهْدِی اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ یَّشَآءُ وَیَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ۔ (سورہ نور ع ۵)

خدا آسمان وزمین کا نور ہے۔ یعنی ہر ایک نور جو بلندی اور پستی میں نظر آتا ہے۔ خواہ وہ ارواح میں ہے۔ خواہ اجسام میں اور خواہ ذاتی ہے اور خواہ عرضی۔ اور خواہ ظاہری ہے۔ اور خواہ باطنی۔ اور خواہ ذہنی ہے خواہ خارجی۔ اسی کے فیض کا عطیہ ہے۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے۔ کہ حضرت رب العالمین کا فیض عام ہر چیز پر محیط ہو رہا ہے۔ اور کوئی اس کے فیض سے خالی نہیں۔ وہی تمام فیوض کا مبدء ہے۔ اور تمام انوار کا علّت العلل اور تمام رحمتوں کا سرچشمہ ہے۔ اسی کی ہستی حقیقی تمام عالم کی قیوم اور تمام زیر وزبر کی پناہ ہے۔ وہی ہے۔ جس نے ہر ایک چیز کو ظلمت خانۂ عدم سے باہر نکالا۔ اور خلعت وجود بخشا۔ بجز اس کے کوئی ایسا وجود نہیں ہے۔ کہ جو فی حدِ ذاتہٖ واجب اور قدیم ہو۔ یا اس سے مستفیض نہ ہو۔ بلکہ خاک اور افلاک اور انسان اور حیوان اور حجر اور شجر اور روح اور جسم سب اسی کے فیضان سے وجود پذیر ہیں۔

(محامد صفحہ ۷۸)

جامع بین الجلال والجمال

"اس نور کی مثال (فرد کامل میں جو پیغمبر ہے) یہ ہے جیسے ایک طاق (یعنی سینہ مشروح حضرت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) اور طاق میں ایک چراغ (یعنی وحی اللہ) اور چراغ ایک شیشہ کی قندیل میں جو نہایت مصفّٰی ہے۔ (یعنی نہایت پاک اور مقدس دل میں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا دل ہے۔ جو کہ اپنی اصل فطرت میں شیشۂ سفید اور صافی کی طرح ہر یک طور کی کثافت اور کدورت سے منزّہ اور مطہر ہے۔ اور تعلقات ماسوا اللہ سے بکلی پاک ہے) اور شیشہ ایسا صاف کہ گویا ان ستاروں میں سے ایک عظیم النور ستارہ ہے۔ جو کہ آسمان پر بڑی آب وتاب کے ساتھ چمکتے ہوئے نکلتے ہیں۔ جن کو کوکب درّی کہتے ہیں۔ (یعنی حضرت خاتم الانبیاء کا دل ایسا صاف کہ کوکب درّی کی طرح نہایت منوّر اور درخشندہ جس کی اندرونی روشنی اس کے بیرونی قالب پر پانی کی طرح بہتی ہوئی نظر آتی ہے) وہ چراغ زیتون کے شجرۂ مبارکہ سے (یعنی زیتون کے روغن سے) روشن کیا گیا ہے۔ (شجرۂ مبارکۂ زیتون سے مراد وجود مبارک محمدی ہے کہ جو بوجہ نہایت جامعیت وکمال انواع واقسام کی برکتوں کا مجموعہ ہے جس کا فیض کسی جہت ومکان وزمان سے مخصوص نہیں بلکہ تمام لوگوں کے لئے عام علی سبیل الدوام ہے۔ اور ہمیشہ جاری ہے۔ کبھی منقطع نہیں ہوگا) اور شجرۂ مبارکہ نہ شرقی ہے نہ غربی۔ یعنی طینت پاک محمدی میں نہ افراط ہے نہ تفریط۔ بلکہ نہایت توسط واعتدال پر واقع ہے۔ اور احسن تقویم پر مخلوق ہے

اور یہ جو فرمایا۔ کہ اس شجرۂ مبارکہ کے روغن سے چراغ وحی روشن کیا گیا ہے۔ سو روغن سے مراد عقلِ لطیف نورانی محمدی معہ جمیع اخلاق فاضلہ فطرتیہ ہے۔ جو اس عقلِ کامل کے چشمۂ صافی سے پرورده ہیں۔ اور وحی کا چراغ لطائف محمدیہ سے روشن ہونا ان معنوں کرکے ہے۔ کہ ان لطائف قابلہ پر وحی کا فیضان ہوا۔ اور ظہور وحی کا موجب وہی ٹھیرے۔ اور اس میں یہ بھی اشارہ ہے۔ کہ فیضان وحی ان لطائف محمدیہ کے مطابق ہوا۔ اور انہی اعتدالات کے مناسب حال ظہور میں آیا۔ کہ جو طینت محمدیہ میں موجود تھے۔

اس کی تفصیل یہ ہے۔ کہ ہر یک وحی نبی منزّل علیہ کی فطرت کے موافق نازل ہوتی ہے۔ جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مزاج میں جلال اور غضب تھا۔ توریت بھی موسوی فطرت کے موافق ایک جلالی شریعت نازل ہوئی۔ حضرت مسیح علیہ السلام کے مزاج میں حلم اور نرمی تھی۔ سو انجیل کی تعلیم

بھی حلم اور نرمی پر مشتمل ہے۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مزاج بغایت درجہ وضعِ استقامت پر واقع تھا۔ نہ ہر جگہ حلم پسند تھا۔ اور نہ ہر مقام پر غضب مرغوب خاطر تھا۔ بلکہ حکیمانہ طور پر رعایتِ محل اور موقع کی ملحوظ طبیعت مبارک تھی۔ سو قرآن شریف میں بھی اسی طرز موزون و معتدل پر نازل ہوا۔ کہ جامع شدت و رحمت وہیبت و شفقت و نرمی و درشتی ہے۔ سو اس جگہ اللہ تعالیٰ نے ظاہر فرمایا۔ کہ چراغِ وحیٔ فرقان اس شجرۂ مبارکہ سے روشن کیا گیا ہے۔ کہ نہ شرقی ہے۔ اور نہ غربی۔ یعنی طینتِ معتدلہ محمدیہؐ کے موافق نازل ہوا ہے۔ جس میں نہ مزاج موسوی کی طرح درشتی ہے۔ نہ مزاج عیسوی کی مانند نرمی۔ بلکہ درشتی اور نرمی اور قہر اور لطف کا جامع ہے۔ اور مظہر کمال اعتدال اور جامع بین الجلال والجمال ہے۔

تمام مکارم اخلاق کا مکمل

اور اخلاق معتدلہ فاضلہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ جو بمعیتِ عقلِ لطیف روغنِ ظہور روشنیٔ وحیٔ قرار پائے ان کی نسبت ایک دوسرے مقام میں بھی اللہ تعالیٰ نے آنحضرتؐ کو مخاطب کرکے فرمایا اور وہ یہ ہے۔ اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ (نمبر ۲۹) یعنی تو اے نبی خُلقِ عظیم پر مخلوق و مفطور ہے۔ یعنی اپنی ذات میں تمام مکارم اخلاق کا ایسا متمم و مکمل ہے کہ اس پر زیادت متصوّر نہیں۔ کیونکہ لفظ عظیم محاورہ عرب میں اس چیز کی صفت میں بولا جاتا ہے۔ جس کو اپنا نوعی کمال پورا پورا حاصل ہو۔ مثلاً جب کہیں کہ یہ درخت عظیم ہے۔ تو اس کے یہ معنے ہوں گے کہ جس قدر طول و عرض درخت میں ہو سکتا ہے وہ سب اس میں موجود ہے۔ اور بعضوں نے کہا ہے کہ عظیم وہ چیز ہے۔ جس کی عظمت اس حد تک پہنچ جائے کہ حیطۂ ادراک سے باہر ہو۔ اور خُلق کے لفظ سے قرآن شریف اور ایسا ہی دوسری کتب حکمیہ میں صرف تازہ روئی اور حسنِ اختلاط یا نرمی و تلطّف و ملائمت (جیسا عوام الناس خیال کرتے ہیں) مراد نہیں ہے بلکہ خَلق بفتح خا۔ اور خُلق بضم خا دو لفظ ہیں۔ جو ایک دوسرے کے مقابل واقع ہیں۔ خَلق بفتح خا سے مراد وہ صورت ظاہری ہے۔ جو انسان کو حضرت واہب الصور کی طرف سے عطا ہوئی۔ جس صورت کے ساتھ وہ دوسرے حیوانات کی صورتوں سے متمیز ہے۔ اور خُلق بضم خا سے مراد وہ صورت باطنی یعنی خواص اندرونی ہیں۔ جن کے رو سے حقیقتِ انسانیہ حقیقتِ حیوانیہ سے امتیاز کلّی رکھتی ہے۔ پس جسقدر انسان میں مِن حیث الانسانیت اندرونی خواص پائے جاتے ہیں۔ اور شجرۂ انسانیت کو نچوڑ کر نکل سکتے ہیں۔ جو کہ انسان اور حیوان میں مِن حیث الباطن مابہ الامتیاز ہیں۔ ان سب کا نام خُلق ہے۔

اور چونکہ شجرۂ فطرتِ انسانی اصل میں توسط اور اعتدال پر واقع ہے۔ اور ہر ایک افراط و تفریط سے جو قویٰ حیوانیہ میں پایا جاتا ہے منزّہ ہے۔ جس کی طرف اللہ تعالیٰ نے اشارہ فرمایا ہے۔ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْۤ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ (الجزو نمبر ۳۰) اس لئے خُلق کے لفظ سے جو کسی کی مذمت کی قید کے بغیر بولا جائے ہمیشہ اخلاقِ فاضلہ مراد ہوتے ہیں۔ اور وہ اخلاقِ فاضلہ جو حقیقت انسانیہ ہے تمام وہ خواص اندرونی ہیں۔ جو نفس ناطقہ انسان میں پائے جاتے ہیں۔ جیسے عقل۔ ذکاء۔ سرعتِ فہم۔ صفائے ذہن۔ حسنِ تحفظ۔ حسنِ تذکر۔ عفت۔ حیا۔ صبر۔ قناعت۔ زہد۔ تورّع۔ جوانمردی۔ استقلال۔ عدل۔ امانت۔ صدقِ لہجہ۔ سخاوت فی محلّہٖ۔ ایثار فی محلّہٖ۔ کرم فی محلّہٖ۔ مروّت فی محلّہٖ۔ شجاعت فی محلّہٖ۔ علوہمت فی محلّہٖ۔ حلم فی محلّہٖ۔ تحمّل فی محلّہٖ۔ حمیّت فی محلّہٖ۔ تواضع فی محلّہٖ۔ ادب فی محلّہٖ۔ شفقت فی محلّہٖ۔ رأفت فی محلّہٖ۔ رحمت فی محلّہٖ۔ خوف الٰہی۔ محبت الٰہیہ۔ اُنس باللہ۔ انقطاع الی اللہ وغیرہ وغیرہ۔

اور تیل ایسا صاف اور لطیف کہ بن آگ ہی روشن ہونے پر آمادہ (یعنی عقل اور جمیع اخلاقِ فاضلہ اس نبی معصوم کے ایسے کمال موزونیت و لطافت و نورانیت پر واقع کہ الہام سے پہلے ہی خود بخود روشن ہونے پر مستعد تھے) نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ نور فائض ہوا نور پر (یعنی جبکہ وجود مبارک حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم میں کئی نور جمع تھے۔ سو ان نوروں پر ایک اور نور آسمانی جو وحی الٰہی ہے وارد ہو گیا۔ اور اس نور کے وارد ہونے سے وجودِ باجود خاتم الانبیاء کا مجمع الانوار بن گیا۔

نورِ وحی نور پر نازل ہوتا ہے

پس اس میں یہ اشارہ فرمایا۔ کہ نورِ وحی کے نازل ہونے کا یہی فلسفہ ہے۔ کہ وہ نور پر ہی وارد ہوتا ہے۔ تاریکی پر وارد نہیں ہوتا۔ کیونکہ فیضان کے لئے مناسبت شرط ہے۔ اور تاریکی کو نور سے کچھ مناسبت نہیں۔ بلکہ نور کو نور سے مناسبت ہے۔ اور حکیم مطلق بغیر رعایت مناسبت کوئی کام نہیں کرتا۔ ایسا ہی فیضانِ نور میں بھی اس کا یہی قانون ہے۔ کہ جس کے پاس کچھ نور ہے۔ اسی کو اور نور بھی دیا جاتا ہے۔ اور جس کے پاس کچھ نہیں۔ اس کو کچھ نہیں دیا جاتا۔ جو شخص آنکھوں کا نور رکھتا ہے۔ وہی آفتاب کا نور پاتا ہے اور جس کے پاس آنکھوں کا نور نہیں۔ وہ آفتاب کے نور سے بھی بے بہرہ رہتا ہے۔ اور جس کو فطرتی نور کم ملا ہے۔ اس کو دوسرا نور بھی کم ہی ملتا ہے۔ اور جس کو فطرتی نور زیادہ ملا ہے۔ اس کو دوسرا نور بھی زیادہ ہی ملتا ہے۔ اور انبیاء منجملہ سلسلہ متفاوتہ فطرتِ انسانی کے وہ افرادِ عالیہ ہیں۔ جن کو اس کثرت اور کمال سے نور باطنی عطا ہوا ہے۔ کہ گویا وہ نورِ مجسم ہو گئے ہیں۔ اسی جہت سے قرآن شریف میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا نام نور اور سراجِ منیر رکھا ہے۔ جیسا فرمایا ہے۔ قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِيْنٌ (الجزو نمبر ۶) وَدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا (الجزو نمبر ۲۲) یہی حکمت ہے۔ کہ نورِ وحی جس کے لئے نورِ فطرتی کا کامل اور عظیم الشان ہونا شرط ہے صرف انبیاء کو ملا۔ اور انہی سے مخصوص ہوا (ماخوذ از صفحہ ۷۹ تا ۸۲)

ہمارا مقصد زندگی کیا ہے! اور اسے کب اور کس طرح حاصل کر سکتے ہیں؟

ہمارا مقصد اولین اسلام کی کھوئی ہوئی عظمت کو دوبارہ قائم کرنا ہے۔ اسے ہم چند سالوں میں قائم کر سکتے ہیں۔ اگر ہم مندرجہ ذیل امور پر عمل شروع کر دیں۔

(۱) تبلیغ کما حقہ، کی جائے۔

ہر نفس محاسبہ کرے کہ کیا وہ تبلیغ کرتا ہے۔ کیا وہ اپنے پڑوسی کو تبلیغ کرتا ہے۔ اس حد تک کہ اس پر اتمام حجت کر چکا ہے۔ کیا وہ اپنے رشتہ دار کو تبلیغ کرتا ہے۔ اور اس پر اتمام حجت کر چکا ہے؟

کیا وہ اپنے محلہ والوں کو تبلیغ کرتا ہے۔ اور اسلام و احمدیت کے فضائل و برکات سے مطلع کر چکا ہے؟ کیا وہ اپنے دوستوں کو تبلیغ کرتا ہے۔ اور ان کو مجبور کرتا ہے۔ کہ مذہب کی اہمیت و ضرورت پر غور کریں۔ اور کسی نتیجہ پر پہنچیں؟ آپ کو تبلیغ کس طرح کرنی چاہئیے۔

(۱) آپ اپنے فارغ اوقات تبلیغ کے لئے وقف کریں۔ اس کا طریق یہ ہے۔ تین ماہ۔ دو ماہ ایک ماہ یا پندرہ دن۔ اگر یہ بھی نہ ہو سکے۔ تو اتوار کا دن یا روزانہ چند گھنٹے خالصتاً تبلیغ کے لئے دیں۔ اور مرکز کی اطلاع کے ساتھ کام شروع کریں۔

(۲) آپ تبلیغی خط و کتابت میں حصہ لیں۔ اپنی قابلیت دینی و دنیوی اور عہدہ سے مرکز کو اطلاع دیں۔ تا آپ کو مناسب حال پتے بھجوائے جائیں۔ ان سے آپ دوستانہ خط و کتابت کریں۔ نیز اپنے دوستوں و رشتہ داروں کے پتے بھجوائیں۔ تا ہم ان کو تبلیغ کریں۔

(۳) آپ مرکز سے لٹریچر منگوا کر تقسیم کریں۔ یہ کام کتنا آسان ہے۔ لیکن اگر آپ اسے بھی نہ کر سکیں تو آپ کا مثیل صحابہ ہونیکا دعویٰ بے معنی ہو گا۔

(۴) آپ لٹریچر کی اشاعت کیلئے کوئی حصہ اپنے ذمہ کر لیں۔ اور اس حصہ کی قیمت ادا کر دیں۔

(۵) اپنے عمل سے تبلیغ کریں۔ کہ اس کے بغیر آپ کی اپنی احمدیت بھی کچھ معنی نہیں رکھتی۔

پس چاہیئے کہ احباب اس طرف فوری توجہ کریں اور اپنے عندیہ سے دفتر کو مطلع کریں۔ کہ وہ دوران سال میں کتنے ایام تبلیغ کے لئے وقف کریں گے یا تبلیغی خط و کتابت میں حصہ لیں گے۔ یا ٹریکٹ و لٹریچر خرید کر تقسیم کریں گے۔

مبارک ہیں وہ وجود جو اللہ تعالیٰ کی قائم کردہ جماعت کے انصار بنتے ہیں۔ کہ وہی حقیقی راحت اور خوشی کے وارث ہوں گے یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ کے منہ کی باتیں بہرحال پوری ہو کر رہیں گی۔ یہ تو ہماری خوش قسمتی ہے۔ کہ ہم انگلی کٹا کر شہیدوں میں شامل ہو رہے ہیں۔ ورنہ اگر ہم نے اس امر میں کوتاہی کی تو خدا تعالیٰ ایک اور جماعت پیدا کر دے گا۔ جو ہماری نسبت زیادہ ہمت سے کام کرے گی۔ اس وقت ہم بدقسمت وجود ہوں گے۔ اور اپنی غفلتوں پر پشیمان۔

پس چاہیئے کہ سستیاں ترک کی جائیں۔ اور آرام طلبی کو دور کیا جائے اور تبلیغ حق پر خاص طور پر زور دیا جائے وباللہ التوفیق۔

ناظر دعوت و تبلیغ

عازمین یورپ ——— قادیان سے بمبئی تک

۱۸ ماہ فتح ہماری روانگی کا دن تھا۔ ایک طویل بری اور بحری سفر ہم نے کرنا تھا۔ صرف سفر ہی نہیں بلکہ ایک نامعلوم لمبے عرصہ کے لئے گھروں سے دور رہنا تھا۔ اس کے لئے دنوں اور ہفتوں قبل کی تیاری کی ضرورت تھی۔ لیکن میں نے آخری وقت تک ان خدمات و فرائض میں مصروف رہنا اور انہیں مقدم رکھنا ضروری سمجھا جو مجھ پر عاید تھے۔ چنانچہ آخری پندرہ روز فرقان کے سالنامہ کی ترتیب و ادارت میں مصروف رہا۔ اس طرح خدام الاحمدیہ کے بعض ضروری کاموں میں اسی دوران میں متعلقہ محکمہ سے اطلاع موصول ہوئی کہ ۲۲ دسمبر کو بمبئی پہنچ جانا چاہیئے جس کے لئے ۱۸ کو دارالامان سے روانہ ہونا تھا۔ آخری پندرہ دن ہی نہیں بلکہ کئی راتیں بھی کام میں صرف ہوئیں۔

روانگی کا دن طلوع ہو چکا تھا۔ فجر سے قبل اور بعد کی معمول کی مصروفیات سے فارغ ہو کر فرقان کو آخری رنگ میں دست دینا چاہتا تھا۔ خدام الاحمدیہ کے بھی چند کام تھے بمشکل ۹½ بجے ان سے فارغ ہوا۔ کئی ایک اداروں دفتر خدام الاحمدیہ۔ مجلس رفقاء احمد۔ نظارت امور عامہ۔ دفتر تحریک جدید۔ دفتر انچارج مشن بیرون۔ لائبریری وغیرہ میں جانا تھا۔ اور اسی طرح کئی ایک جگہوں سے سفر سے متعلق اشیاء حاصل کرنی تھیں۔ سامان سفر کے لئے تیار کرنا اور باندھنا تھا۔ اور زائد سامان گھر واپس بھجوانے کے لئے اکٹھا کرنا اور کسی کے سپرد کرنا تھا۔ ناشتہ سے جلد جلد فارغ ہو کر دفتر خدام الاحمدیہ میں گیا۔ بعض ضروری کام کرنے تھے۔ صدر محترم دارالامان سے باہر تشریف لے گئے تھے۔ یہ خادم قائم مقام صدر تھا۔ قائم مقامی ملی احمدیت کی آخری سعادت کی خواہش کے ماتحت ضروری کاغذات دیکھے۔ ۱۲½ بجے کے بعد واپس دارالواقفین آیا۔ بعض محسن احباب کے تعاون سے بہت تھوڑے سے وقت۔ غالباً ۴۵ منٹ میں۔ جس قدر ہو سکا جلدی میں تیاری کی۔ سفر میں معلوم ہوا کہ جلدی میں بہت سی ضروری اشیاء ہمراہ نہ لا سکا۔ قصر خلافت میں حاضر ہوا۔ اپنے آقا سے آخری ملاقات چاہتا تھا۔ حضور کی طرف سے ارشاد موصول ہوا۔ "طبیعت زیادہ خراب ہے۔ گھٹنے پر مالش کرا رہا ہوں۔ خدا حافظ"۔ افسوس کہ اپنے آقا سے آخری دفعہ مل نہ سکا۔ عقیدت مندانہ جذبات کا سرنیاز مندانہ احساسات کے ساتھ اپنے آقا کے حضور غائبانہ طور پر جھک گیا۔ روح میں ایک سرور تھا۔ شجر طیبہ کی چند بابرگ و بار شاخوں کے سایہ میں بہشتی مقبرہ پہنچا۔ سیدو مولا سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقدس مزار مبارک پر حاضر ہوا۔ اور دعا کی۔ چند اور محترم وجودوں کے مزاروں پر بھی گیا اور دعا کی۔ بہشتی مقبرہ کے باہر کھڑے ہو کر اشک آمیز اور حسرت آمیز نگاہوں کے ساتھ خاتم کامیاب انجام والے مومنین کے مزاروں کو دیکھا اور اپنے کامیاب انجام کے لئے دعا کے ساتھ رخصت ہوا .... بیت المسیح کے ایک حصہ میں کھڑے ہو کر غائبانہ طور پر تمام مخدومین مقدسہ سے دعا کے ساتھ رخصت ہوا۔ قادیان کی آبادی سے باہر غیر آباد حصوں میں سے ہوتا ہوا سٹیشن پر پہنچا۔ ان دعاؤں اور خواہشوں کے ساتھ کہ دارالامان کبھی لوٹوں تو یہ غیر آباد حصے دارالامان کی انتہائی ترقی کے ساتھ پوری طرح آباد ہوں۔ انشاء اللہ

سٹیشن پر احباب ایمان و اخلاص کا ایک بہت بڑا مجمع تھا۔ خدا تعالےٰ نے مومنین کی اس جماعت کے دلوں میں روحانی تعلق کا جو رشتہ ایک دوسرے کے لئے قائم کر دیا ہے۔ اس موقع پر اس کا غیر معمولی اظہار اخلاص بھرے مصافحوں۔ معانقوں اور پھولوں سے گاڑی کے روانہ ہونے تک ہوتا رہا۔ جزاہم اللہ تعالےٰ احسن الجزاء۔ لیکن اس خادم کی حیران نگاہیں روح کا سکون جس چیز میں حاصل کرنا چاہتی تھیں۔ اس سے وہ محروم تھیں۔ خادم اپنے محبوب مخدوم سے شرف مصافحہ و معانقہ کی محرومی میں کھویا ہوا تھا۔ جس کے لئے وہ ایک لمبے عرصہ سے منتظر تھا۔ احساسات میں ایک پرسوز جراحت اور جذبات میں ناقابل برداشت ہیجان تھا۔

گاڑی آخری تنبیہ کر چکی تھی۔ اور ہمیں اب اپنے وطن محبوب دارالامان سے دور لے جانا چاہتی تھی۔ الوداعی دعا کی گئی۔ ہم سب گاڑی میں بیٹھ چکے تھے۔ گاڑی حرکت میں آ چکی تھی۔ اس وقت اس خادم کو اس عازم یورپ قافلہ کی امارت کی اطلاع ہوئی۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔ مخصوص خیالات میں کچھ کھویا ہوا تھا۔ اس اطلاع پر فوراً مجتمع ہوا۔ مفوضہ خدمات کا پہلا فرض ادا کرنے کی غرض سے اپنے ساتھیوں سے دارالامان سے رخصت ہوتے وقت اجتماعی دعا کے لئے عرض کیا۔ دارالامان پر آخری نظریں ڈالنی بھی بھول گیا۔ حسین قامت منارۃ بیضاء پر اور اس کے پہلو میں اپنے آقا کے مسکن مقدس کو بھی آخری مرتبہ نہ دیکھ سکا۔ ربودگی کا ایک عالم تھا۔ گاڑی وڈالہ پہنچ چکی تھی۔

وڈالہ

ہم اپنے روحانی وطن سے دور جا رہے تھے۔ اور غریب الوطنی کی راہ میں اپنی پہلی منزل پر پہنچ چکے تھے۔ مومن دنیا میں ہمیشہ ہی غریب الوطن ہوتا ہے۔ اور اپنے خدا کا مہمان۔ بالخصوص اس قسم کے سفروں میں۔ ابھی ہم اپنے وطن سے چند میل ہی دور نکلے تھے۔ کہ اس نے ہمیں اپنی میزبانی سے نوازا۔ اردگرد کے دیہات سے بعض مخلص احباب الوداع کے لئے وڈالہ سٹیشن پر جمع تھے۔ ان کی وساطت سے جس چیز کے ساتھ میزبان حقیقی نے ہماری تواضع فرمائی۔ وہ پاکیزہ اور شیریں دودھ تھا۔ یقیناً یہ ایک نہایت ہی نیک شگون تھا ہمارے خدا کی طرف سے اس راہ پر ہر قسم کی اعانت کے حاصل ہونے کا۔ بالخصوص ظاہری اسباب سے عاری سپاہ کو علم و حکمت کے اسلحہ سے آراستہ کرنے کا ایک حوصلہ افزا کنایہ تھا۔ دل تشکر پسند جذبات کے ساتھ جھکے۔

"اے خدا! یقیناً ہم بے سروسامان ہیں۔ تو ہی ہماری بے سروسامانیوں میں ہمیں وہ سارے اسباب عطا فرما۔ جن سے تو اپنے بندوں کی نصرت و تائید فرمایا کرتا ہے۔ آمین۔

بٹالہ

بٹالہ سٹیشن پر پہنچے۔ تو معلوم ہوا کہ سینکڑوں کی تعداد میں احباب ہمارے ہمراہ الوداع کی غرض سے تشریف لائے ہیں۔ جزاہم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء۔ اللہ تعالیٰ ان کا یہ اخلاص ان کے ایمان و روحانیت کی ترقی کا باعث بنائے آمین۔ بٹالہ سٹیشن پر بعض احباب نے ناشتہ کا انتظام کیا۔ دل خدا کی تحمید کرتے ہیں۔ کہ کس طرح خدا خود مومنوں کے دلوں میں ایک دوسرے کے لئے محبت پیدا کر دیتا ہے۔

امرتسر

امرتسر سٹیشن پر جماعت کے دوست کثیر تعداد میں تشریف لائے ہوئے تھے۔ ان کی طرف سے بھی سٹیشن پر چائے کا انتظام تھا۔ ان کے اظہار اخلاص کا احترام ہمارے لئے ضروری تھا۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔

لاہور

لاہور سٹیشن پر جناب امیر صاحب مکرم شیخ بشیر احمد صاحب کی معیت میں لاہور کی تقریباً ساری جماعت موجود تھی۔ جماعت کی طرف سے امیر صاحب محترم نے سلسلہ کے ان خدام کے گلوں میں پھولوں کے ہار ڈالے۔ سفر کے شروع کرنے اور اس کے دوران میں جب بھی احباب نے پھولوں کے ہار پہنا کر اپنی محبت اور تعلق کا اظہار فرمایا۔ ہر موقع پر خادم کا احساس یہی ہوتا تھا۔ کہ بظاہر پھولوں کے ہار فی الحقیقت ذمہ واریوں اور توقعات کے بھاری طوق ہیں۔ جو ہمارے گلوں اور ہمارے کندھوں پر پھیلائے جا رہے ہیں۔ کندھے جہاں ان کی ظاہری کثرت کے نیچے ایک بوجھ محسوس کر رہے تھے۔ وہاں اس احساس کے ماتحت انتہائی بوجھ کے نیچے دبے جا رہے تھے۔ جسے وقتی طور پر اس دعا کے ساتھ ہلکا کرنے کی کوشش کی گئی کہ اے خدا! جن اہم خدمات کی ذمہ واریاں ان نالائق کندھوں پر رکھی جا رہی ہیں۔ تو ہی اپنے فضل سے توفیق عطا فرما۔ کہ ہم جلد ان کے صحیح طور پر ادا کرنے والے ہوں۔ اور اپنے آقا کے حضور اور اپنی قوم کے سامنے حقیقی طور پر سرخرو ہوں۔" آمین!

لاہور کے خدام نے ہمارے لئے گاڑی میں جگہ حاصل کرنے اور سامان کے رکھوانے میں غیر معمولی محنت کی۔ اور انتہائی سہولت کے ساتھ گاڑی میں سوار کرا دیا۔ میں برادرم قائد صاحب لاہور اور ان کی مجلس کا سارے قافلہ کی طرف سے دل سے ممنون ہوں۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔

یہاں میں اپنے محسن آقا کے حضور نذرانہ امتنان عرض کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ کہ جس نے سلسلہ کے نوجوانوں کی تربیت کے لئے مجلس خدام الاحمدیہ کا قیام فرمایا اور جس کے ماتحت سلسلہ کے نوجوان ایک تنظیم کے ساتھ سلسلہ کی ہر خدمت کے لئے پہلے سے زیادہ تربیت حاصل کرتے چلے جا رہے ہیں۔ ہمارے محسن مربی اطال اللہ بقاءہٗ پر خدا کی ہزاروں رحمتوں۔ برکتوں اور فضلوں کا ہر گھڑی نزول ہوتا رہے۔ آمین۔

لاہور سے بمبئی تک

راستہ میں لاہور چھاؤنی۔ فیروزپور۔ دہلی آگرہ۔ اور بمبئی کے سٹیشنوں پر بہت سے احباب

ملنے کے لئے تشریف لائے۔ اور مختلف طریقوں پر اس روحانی تعلق کا اظہار فرماتے رہے۔ جو احمدیت کے طفیل ہمیں ایک دوسرے سے حاصل ہے۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء فی الدارین خیرا۔

بمبئی

۲۰ فتح ساڑھے ۴ بجے یہ خدام بخیریت بمبئی پہنچ گئے۔ احباب جماعت کی امداد سے سامان وغیرہ میں انتہائی سہولت رہی۔ ہم میں سے اکثر بمبئی میں نووارد تھے۔ لیکن بمبئی کے بعض مخلص دوستوں کی معیت میں ہرگز کوئی اجنبیت محسوس نہ ہوتی تھی

۲۱-۲۲ فتح دو دن ضروری اشیاء کی خرید پاسپورٹوں کی تجدید- جہاز کے لئے ٹکٹ اور کتابوں کے لئے اجازت نامہ حاصل کرنے۔ ہندوستانی نقدی کو انگریزی نقدی میں تبدیل کرانے وغیرہ ضروری کاموں میں صرف ہوئے۔ ان دو ایام میں بعض احباب تقریباً سارا ہی وقت ہمارے ساتھ رہے۔ بالخصوص برادران مکرم چودھری محمد اسحاق صاحب واقف زندگی۔ بشیر احمد صاحب سکھری اور نذیر احمد صاحب۔ ان کے علاوہ برادرم چودھری رحمت اللہ صاحب باجوہ غیر معمولی اخلاص کے ساتھ پیش آئے۔ موٹر کی قسم سے ایک سواری انہوں نے ایک دن کے لئے ہمارے لئے مہیا کردی۔ ایک رات ہم ان کے ہاں کھانے پر مدعو تھے۔ اور دوسرے دن دوپہر کا کھانا وقت کی تنگی کے باوجود انہوں نے ہمیں بندرگاہ پر پہنچایا۔ تمام اہل قافلہ کی طرف سے ان کے اور دیگر احباب کے اس برادرانہ محبت بھرے نیک سلوک کا دلی شکریہ ادا کیا جاتا ہے۔ جزاہم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء۔ لیکن امتنان کے یہ سارے جذبات احمدیت کی اس اخوت پسند تعلیم کے مرہون منت ہیں۔ جو اسلام کی تجدید کی صورت میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وساطت سے ہم میں دوبارہ نازل ہوئی۔ اور جسے سیدنا حضرت مصلح موعود ایدہ اللہ الودود کے مکتب اصلاح میں ہم نے حاصل کیا۔ اللہ تعالیٰ ان حقیقی محسنین کے لئے اپنے افضال و برکات کا متواتر اور نہ رکنے والا چشمہ جاری رکھے۔ اور ان کے طفیل ان تمام احباب اخلاص و محبت و اخوت پر بے شمار رحمتیں نازل فرماتا رہے۔

خاکسار ملک عطاء الرحمٰن امیر قافلہ عازم یورپ۔

> ترسیل زر اور انتظامی امور کے متعلق مینجر الفضل کو مخاطب کیا جائے ــــ نہ کہ ایڈیٹر کو۔

مولوی محمد علی صاحب امیر غیر مبایعین کے مایہ ناز اعتراضات کے جواب اور ہمارے مطالبات

غیر مبایعین اور جماعت احمدیہ کے مابین اختلافی مسائل

مولوی محمد علی صاحب ایم اے امیر غیر مبایعین اور ان کے ساتھیوں کے جماعت احمدیہ اور حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز پر اعتراضات اور مطالبات کے متعلق الفضل میں اس قدر تفصیل اور تواتر سے لکھا جا چکا ہے کہ اس سلسلہ میں اب کچھ اور لکھنا مناسب معلوم نہیں ہوتا۔ لیکن مولوی محمد علی صاحب ہیں کہ اپنے ساتھیوں کو خوش کرنے کے لئے پیغام صلح میں بعض بوسیدہ اعتراضات دہراتے رہتے ہیں۔ میں نے مناسب سمجھا ہے۔ کہ مولوی محمد علی صاحب کے وہ اعتراضات جن پر ان کو ناز ہے اور جن کے جوابات ہماری طرف سے بارہا دئے جا چکے ہیں۔ ایک دفعہ اختصار سے پھر درج کر دئے جائیں۔ تا جہاں کسی سعید روح غیر مبائع یا غیر احمدی کو فائدہ پہنچ سکے۔ وہاں اپنی جماعت کے افراد کے علم میں بھی اضافہ ہو۔ اس کے ساتھ ہی ان مطالبات کا خلاصہ بھی درج کر دیا جائے۔ جو ہنوز مولوی محمد علی صاحب اور ان کی پارٹی کے ذمہ ہیں۔ اور جن کو مولوی محمد علی صاحب نے چھوا تک نہیں اور اگر کبھی جواب دینے کی کوشش کی ہے۔ تو وہ محض حقیقت پر پردہ ڈالنے کی نیت سے خلط مبحث کرتے ہوئے

استدلال کو دعویٰ نہیں کہا جاسکتا

الفضل ۲۶ مئی ۱۹۴۴ء میں حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا ایک ارشاد درج ہوا جس کے الفاظ یہ ہیں۔

"۱۹۰۱ء میں جب آپ (حضرت مسیح موعود علیہ السلام) نے "ایک غلطی کا ازالہ" تحریر فرمایا۔ تو اس میں آپ نے لکھا۔ کہ ہماری جماعت میں سے بعض لوگ جن کو نہ ہمارے سلسلہ کی کتابیں دیکھنے کا اتفاق ہوتا ہے اور نہ وہ ہماری مجلس میں بیٹھ کر اپنے معلومات کی تکمیل کرتے ہیں مسئلہ نبوت کے سوال پر نفی میں جواب دے دیتے ہیں جو درست نہیں۔ اس سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے۔ کہ کئی مہینوں سے آپ کی مجالس میں اس بات کا چرچا رہتا تھا۔ کہ نبوت کی تعریف سمجھنے میں آپ کا سابقہ اجتہاد درست نہ تھا"

اس عبارت میں "ایک غلطی کے ازالہ" کی ایک تحریر کو بنیاد قرار دے کر حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے بطور اجتہاد ایک استدلال پیش فرمایا۔ اب انصاف کا تقاضا تو یہ تھا۔ کہ مولوی محمد علی صاحب یہ کہہ دیتے۔ کہ یہ استنباط ان کے نزدیک درست نہیں۔ مگر ان کو یہ کہنے کا ہرگز حق حاصل نہ تھا۔ کہ اس عبارت میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ نے کوئی ایسا مستقل دعویٰ کیا ہے۔ جس کو مولوی صاحب حضور کا جھوٹ یا افتراء قرار دے کر مباہلہ تک کا چیلنج دیدیتے۔ عبارت محولہ بالا میں "معلوم ہوتا ہے" کے الفاظ صاف طور پر اس حقیقت کا اظہار کر رہے ہیں۔ کہ یہ محض ایک اجتہاد اور استنباط ہے۔ مولوی صاحب نے اس دلیل کو غلط ثابت کرنے کی تو کوشش نہیں کی۔ اور نہ ہی وہ ایسا کر سکتے تھے۔ لیکن محض جھوٹا پروپیگنڈا کرنے کی غرض سے یہ رٹ لگانی شروع کر دی۔ کہ

"میاں صاحب نے الفضل ۲۶ مئی ۱۹۴۴ء صفحہ ۱ کالم ۳ میں یہ دعوے کیا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود کی مجالس میں مہینوں تک اس بات کا چرچا رہتا تھا۔ کہ آپ کا اجتہاد دربارہ نبوت درست نہیں نکلا"

ہم نے بارہا جواب دیا۔ کہ اس حوالہ میں کوئی دعوے نہیں کیا گیا۔ جس پر جھوٹ یا سچ کا اطلاق ہو سکے۔ اور بجائے اس کے کہ مولوی صاحب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے استدلال کو توڑتے جو وہ آج تک نہ کر سکے۔ اور نہ کر سکیں گے۔ انہوں نے جلی عنوانوں سے حضور کے متعلق یہ شائع کرنا شروع کر دیا۔ کہ نعوذ باللہ آپ نے جھوٹ بولا ہے۔

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی کا عقیدہ

جس حد تک عقیدہ کا سوال ہے۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے تحریر فرماتے ہیں۔

"ہمارا یہ دعوے ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آخری عمر میں نبوت کی تعریف میں تبدیلی کی ہے۔ اور یہ کہ آپ جب بھی نبوت کا انکار کرتے تھے۔ تو پہلی تعریف کے مطابق کرتے تھے۔ دوسری تعریف کے مطابق آپ نے نبی ہونے کا دعوے کیا۔ اور وفات تک اس پر قائم رہے۔ یہ ہمارا دعوے ہے۔ اور اس دعوے پر ہم مباہلہ کے لئے تیار ہیں"

مباہلہ کس بات پر ہونا چاہیئے

مولوی صاحب پر واجب تھا۔ کہ وہ حضور کے اس مسلمہ دعویٰ پر مباہلہ کا چیلنج دیتے۔ یا جب ان کی توجہ اس طرف مبذول کرائی گئی تھی۔ تو وہ اس وقت اس پر مباہلہ کی منظوری کا اعلان کرتے۔ لیکن مولوی صاحب مباہلہ کی طرف نہیں آتے۔ اپنے فرار کو چھپانے کے لئے مولوی صاحب یہ کہہ رہے ہیں کہ مباہلہ اس بات پر ہونا چاہیئے۔ کہ تبدیلی عقیدہ کسی خاص سنہ میں ہوئی ہے یا نہیں۔ حالانکہ اصل بنیاد اختلاف تبدیلی کا سال نہیں۔ بلکہ نفس تبدیلی ہے۔ تبدیلی کا وقت تو ایک زاید بات ہے۔ اگر جناب مولوی صاحب یہ لکھ دیں۔ کہ نفس تبدیلی میں کوئی جھگڑا نہیں بلکہ جھگڑا اس بات میں ہے کہ تبدیلی کب ہوئی اور پھر ہمارے مقابل میں کوئی اور تاریخ یا سن معین کریں۔ تو پھر تاریخ تبدیلی پر مباہلہ کرنے کا سوال پیدا ہو سکتا ہے۔

اب تو مولوی صاحب کو اگر وہ اپنے آپ کو حق پر سمجھتے ہیں۔ اصل بنیاد اختلافات پر مباہلہ کرنے کے لئے میدان میں نکلنا چاہیئے۔ اور غیر متعلق امور کی پناہ لے کر خلط مبحث نہ کرنا چاہیئے۔

لفظ نبی کی تشریح

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کی مذکورہ بالا ڈائری کے آخری الفاظ یہ ہیں:-

"...... متعدد جگہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب میں یہ لکھا ہوا موجود ہے۔ کہ خدا تعالیٰ نے کثرت امور غیبیہ پر مطلع فرمایا ہے۔ مجھے عظیم الشان امور کے متعلق جو انذار اور تبشیر سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس نے اپنے فضل سے مجھے اطلاع دی ہے۔ اور میرا نام خدا تعالیٰ نے نبی رکھا ہے۔ بلکہ براہین کے زمانہ سے ہی اس قسم کے الفاظ الہامات میں استعمال ہوتے تھے۔ مگر آپ فرمایا کرتے تھے۔ کہ میں ان کی اور تشریح کر لیا کرتا تھا"

اس پر جناب مولوی صاحب کا اعتراض انہی کے الفاظ میں یہ ہے۔ کہ:-

"اس کا صاف مطلب یہ ہوا۔ کہ حضرت صاحب فرمایا کرتے تھے۔ کہ میں لفظ نبی کی غلط تشریح کیا کرتا تھا۔۔۔۔"

یہاں صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کے متعلق یہ جھوٹ بولا ہے کہ آپ نے کبھی یہ کہا۔ کہ میں پہلے لفظ نبی کی غلط تشریح کیا کرتا تھا۔۔"!

اس حوالہ میں مولوی صاحب نے اپنی عادت سے مجبور ہو کر تحریف کرتے ہوئے تشریح کے الفاظ کی بجائے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کی طرف "غلط تشریح" کے الفاظ منسوب کر دئے۔ اور پھر انہیں حضرت امیر المومنین کا جھوٹ قرار دے دیا۔ حالانکہ اور تشریح اور غلط تشریح میں زمین کا آسمان کا فرق ہے حضرت امیر المومنین کا مقصد ان الفاظ سے صرف اس قدر ہے۔ کہ نبی کے لئے آپ پہلے کامل شریعت لانا بعض احکام شریعت کو منسوخ کرنا سمجھتے تھے۔ اور اس تشریح کے ماتحت باوجود اس اعتراف کے کہ خدا تعالیٰ نے آپ کو نبی اور رسول کہا ہے۔ معروف تعریف کے لحاظ سے اپنے تئیں اصطلاح اسلام میں نبی نہ سمجھتے تھے۔ مگر بعد میں آپ نے نبی کی اور تشریح کی۔ اور اس تعریف کے لحاظ سے اپنے آپ کو ویسا ہی نبی قرار دیا۔ جیسا کہ انبیاء سابقہ کو۔

اب بجائے اس کے کہ مولوی محمد علی صاحب ان دلائل کا رد لکھتے۔ جن کے رو سے یہ امر روز روشن کی طرح ثابت ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تعریف نبوت میں تبدیلی کی۔ مولوی صاحب حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کے اس عقیدہ کو کہ پہلے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور تشریح کیا کرتے تھے۔ معاذ اللہ آپ کا جھوٹ قرار دیتے ہیں۔

غیر مامور کے رؤیا اور کشوف

نبوت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق ہمارے عقائد کی صحت کے متعلق دلائل اور اپنے اعتراضات کو غیر معقول پا کر مولوی محمد علی صاحب نے ذاتیات کی طرف رخ کیا۔ اور جب الفضل میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کے بعض رویا اور کشوف شائع ہوئے۔ تو حسد کی آگ میں جل کر کہنا شروع کر دیا۔ کہ میاں صاحب غیر مامور ہیں۔ اور کسی غیر مامور کا اپنے رویا اور کشوف کو شائع کرنا ناجائز ہے۔ آپ کے اس اعتراض کا مفصل اور مسکت جواب حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے الفضل ۲۴ ستمبر میں شائع ہوا۔ اس کے علاوہ ۲۸ ستمبر کے الفضل میں مکرمی مولوی علی محمد صاحب نے مولوی صاحب سے دریافت کیا۔ کہ رویاء و کشوف کو شائع کرنے کے عدم جواز کا یہ فتویٰ کس شرعی دلیل کی روشنی میں دیا گیا ہے۔ لیکن مولوی صاحب نے چپ سادھ لی۔ کیونکہ انہیں معلوم تھا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جو واضح تحریریں آپ کے فتویٰ کے خلاف پیش کی گئی ہیں۔ وہ بذات خود ان کے غلط دعویٰ کا جواب ہیں۔

تفسیر نویسی سے فرار

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی کا دعویٰ ہے۔ کہ معارف قرآنی بیان کرنے میں آپ کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا۔ مولوی محمد علی صاحب نے بجائے چیلنج منظور کرنے کے اس کو مشتبہ کرنے کے لئے "پیغام صلح" میں یہ اعلان کر دیا۔ کہ ہم آیت خاتم النبیین اور اسمہٗ احمد کی تفسیر نویسی کا مقابلہ کرنے کو تیار ہیں۔ اس کے جواب میں حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ نے تحریر فرمایا:۔

"معارف کا علم غیر اختلافی آیات سے ہوتا ہے۔ آخر ان (یعنی مولوی محمد علی صاحب) کا کیا حرج ہے کہ قرعہ ڈال کر تفسیر نویسی کریں۔ کیا باقی قرآن مجید میں معارف نہیں ہیں۔ اختلافی مسائل میں تو انسان کی رائے قائم ہو چکی ہے۔ اس لئے اس میں تفسیر نویسی کا مقابلہ فضول ہے۔ آپ یہ فرمائیں کہ قرآن کریم کے کسی دوسرے حصہ کی تفسیر مولوی صاحب کو کیوں بری لگتی ہے۔ اور جب قرعہ کا سوال ہے تو مولوی صاحب یہ امید کیوں نہیں رکھتے کہ شاید انہیں کے مطلب کی آیت پر قرعہ نکل آئے۔ میں نے جو چیلنج کیا ہے وہ تو معقول ہے۔ کہ خدا تعالےٰ پر آیات کے انتخاب کو چھوڑ دیا جائے۔ جو بھی حصہ نکل آئے اس پر تفسیر لکھی جائے"۔ (الفضل ۲۴ ستمبر ۱۹۴۵ء)

جناب مولوی صاحب نے ابھی تک حضور کے اس چیلنج کو منظور نہیں کیا۔ کہ قرعہ کے ذریعہ جو آیات نکلیں۔ انہی پر تفسیر نویسی کا مقابلہ فرمائیں۔ اگر مولوی صاحب اس کھلے چیلنج کی تاب نہیں لا سکتے تو اس کا اعتراف کریں اور اپنی طرف سے متنازعہ فیہ آیات کی تفسیر نویسی کے مقابلہ کا چیلنج دیں۔

61

معارف قرآنی بیان کرنے کا نشان

اپنے ایک خطبہ جمعہ میں جو ۱۷ اکتوبر کو شائع ہوا۔ اس تمام مصیبت سے بچنے کے لئے مولوی صاحب نے پھر یہ اصل تراشا کہ معارف قرآنی کھلنے کا نشان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ذات کے ساتھ مخصوص ہے۔ مولوی صاحب کے اس بے دلیل دعویٰ کو غلط ثابت کرنے کے لئے مکرمی مولوی علی محمد صاحب اجمیری نے آپ سے مطالبہ کیا۔ کہ مولوی صاحب حضرت مسیح علیہ السلام کی کسی ایک تحریر سے ہی یہ دکھا دیں کہ حضور نے اس نشان کو اپنی ذات کے ساتھ مخصوص قرار دیا ہو۔ برعکس اس کے ہماری طرف سے الفضل ۱۳ نومبر ۱۹۴۵ء میں ازالہ اوہام صفحہ ۱۸۶-۲۶۱ نیز فیصلہ آسمانی صفحہ ۱۱ کے حوالہ جات پیش کر کے یہ ثابت کیا گیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے معارف قرآنی کا عطا کیا جانا سب مقبولان بارگاہ الٰہی کا نشان قرار دیا ہے مولوی صاحب نہ اپنے غلط عقیدہ سے تائب ہوئے۔ اور نہ ہمارے چیلنج کو منظور کیا۔

آسان طریق فیصلہ

ان تمام مطالبات کے علاوہ جو مولوی صاحب کے ذمہ چلے آتے ہیں۔ سال رواں میں مولوی محمد علی صاحب نے حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی کے بیان فرمودہ مندرجہ ذیل طریق فیصلہ پر بھی کان نہیں دھرا۔ جو حضور نے گذشتہ جلسہ سالانہ کے موقعہ پر بیان فرمایا تھا۔ اور جس کو ایک معزز غیر احمدی مسٹر ایس کے حق صاحب پلیڈر گورداسپور نے رجسٹرڈ خط کے ذریعہ مولوی صاحب تک پہنچا دیا تھا۔ اور جو پلیڈر صاحب موصوف کے الفاظ میں ہی یہ ہیں۔

(۱) مولوی محمد علی صاحب میری (مراد حضرت امیر المومنین کی) ان تحریروں کا انتخاب کریں۔ جو مسائل متنازعہ فیہ کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں میں نے لکھیں۔ اور میں ان تحریرات کا انتخاب کر لوں گا جو مولوی صاحب نے حضرت مسیح علیہ السلام کے زمانہ میں ان امور پر لکھیں۔ اور یہ دونوں قسم کی تحریریں دونوں مصنفوں کے دستخطوں کے ساتھ شائع کر دی جائیں۔۔۔۔۔۔۔

دوئم۔ دونوں جماعتیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریر "ایک غلطی کے ازالہ" پر دستخط کر دیں۔ اور اس کو اس تصدیق کے ساتھ شائع کر دیں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ کے متعلق ہمارا عقیدہ اب بھی وہی ہے۔ جو اس ٹریکٹ میں درج ہے۔

سوم۔ مولوی صاحب اپنے دستخطوں سے وہ بیان شائع کریں۔ جو انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں عدالت میں دیا تھا۔ اور اس بات کی تصدیق کر دیں۔ کہ اب بھی ان کے اعتقادات وہی ہیں جو اس وقت تھے۔ حضور بھی اس پر صرف تصدیقی دستخط ثبت کر دیں گے"۔

الغرض دوران سال میں مولوی محمد علی صاحب پر ہر لحاظ سے اتمام حجت ہو چکی ہے

خاکسار محمد ابراہیم بی اے بی ٹی تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان

آپ کی مجلس (خدام الاحمدیہ) نے مندرجہ ذیل امور کے متعلق کیا کوشش کی ہے؟

زعماء و قائدین حضرات مجالس خدام الاحمدیہ بیرون و مقامی کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ اپنی اپنی مجالس کا محاسبہ کریں کہ انہوں نے اب تک

(۱) تعلیم ناخواندگان کے متعلق کیا کوشش کی ہے کیا اُن کی مجلس میں اب کوئی ایسا خادم باقی نہیں جو ناخواندگان کی فہرست میں آتا ہو۔ اگر ایسا ہے۔ تو یقیناً آپ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اجر عظیم و تحسین کے مستحق ہیں۔ لیکن اگر ایسا نہیں۔ تو خدارا اس ذمہ داری کو محسوس فرمائیں۔ اور جلد از جلد جماعت کو اس راہ پر چلائیں کہ آپ جماعت کے نوجوانوں کی ترقی کی داغ بیل ڈالنے والے کہلائیں۔ اور کوشش فرمائیں کہ آپ کی مجلس میں کوئی خادم ایسا نہ رہ جائے جسے اردو لکھنا پڑھنا۔ قرآن کریم ناظرہ و نماز باترجمہ نہ آئے۔ اسکے لئے خواندہ خدام و انصار سے امداد لیں۔ نائٹ سکول کھولیں۔ اور ناخواندہ خدام میں تعلیم کا شوق پیدا کریں۔ دوسرے اس امر کا محاسبہ کریں۔ کہ آپ نے ابتک خواندہ خدام کی علمی معلومات کو وسیع کرنے کیلئے کیا کوشش کی ہے

(ا) کیا آپکی مجلس کے خدام قرآن کریم باترجمہ و تفسیر پڑھتے ہیں۔ (ب) کیا آپ کے خدام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا باقاعدہ مطالعہ کرتے ہیں (ج) کیا آپ کے خدام حدیث کا مطالعہ کرتے ہیں (د) کیا آپکے خدام خدا کے کلام کو اپنے سینوں میں محفوظ رکھنے کی یعنی حفظ کرنے کی کوشش کرتے ہیں (ہ) کیا آپکے خدام مطالعہ فقہ، مطالعہ تاریخ اسلام و احمدیت و عام معلومات وسیع کرنے کی کوشش کرتے ہیں (س) کیا آپکی مجلس کا کوئی میگزین ہے۔ اگر نہیں تو بتلائیے

۴۔ اپنے تئیں لیس کریں۔ والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ۔ خاکسار بشیر احمد بیگ مہتمم تعلیم مجلس خدام الاحمدیہ۔

نظارت دعوت و تبلیغ کے زیر اہتمام ہندوستان کے مختلف علاقوں میں تبلیغ احمدیت

صوبہ بنگال

مولوی ظل الرحمن صاحب بنگالی مبلغ ۱۱ نومبر سے ۳۱ دسمبر تک کی تبلیغی رپورٹ میں لکھتے ہیں۔ اس دوران میں سولہ لیکچرز دیئے۔ دس مقامات کا دورہ کر کے تبلیغی و تربیتی جلسے کئے۔ اور انفرادی طور پر بھی نصائح و تبلیغ احمدیت کی گئی ۵۱ اشخاص کو انفرادی طور پر تبلیغ کی۔ درس دیتا رہا۔ ۲۸۲ میل کا سفر ریل کے ذریعہ کیا۔ احمدی احباب کو تبلیغی نوٹ لکھوائے۔ اور تبلیغ کے طریق سکھائے۔ مرکزی چندوں کی باقاعدہ ادائیگی کی طرف جماعتوں کو توجہ دلائی۔ ایک شخص بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

صوبہ سرحد

مولوی چراغ الدین صاحب مبلغ یکم سے ۲۰ دسمبر کی رپورٹ میں لکھتے ہیں۔ چار مقامات کا دورہ کیا۔ چار پبلک لیکچر دیئے جن کو سامعین نے از حد پسند کیا۔ دو لیکچر جماعت کی تربیت کے پیش نظر دیئے۔ ایک حنفی مولوی سے اس کے دس شاگردوں اور دس اور معززین کے روبرو ختم نبوت پر دو گھنٹہ مناظرہ کے رنگ میں بات چیت کی۔ تبلیغی درس دیتا رہا۔ تیس ۳۰ افراد کو انفرادی طور پر ملاقات کر کے تبلیغ کی جماعت ڈیرہ کو تنظیم و تربیت کی طرف توجہ دلائی مجلس انصار اللہ جماعت ڈیرہ میں قائم کی۔ نشر و اشاعت اور دیگر مالی تحریکات کو جماعت کے سامنے پیش کر کے تحریک کی۔ اس دورہ کے نتیجہ میں سات غیر احمدی جلسہ سالانہ پر تشریف لائے۔ جن میں سے دو ۲ نے بفضلہ تعالےٰ بیعت بھی کر لی۔ اللھم زدفزد۔

صوبہ سندھ

مولوی غلام احمد صاحب مبلغ سندھ یکم سے ۲۰ دسمبر تک کی رپورٹ میں لکھتے ہیں۔ ایک خطبہ جمعہ پڑھا۔ پانچ تبلیغی لیکچر مختلف مقامات پر سندھی زبان میں عام فہم رنگ میں صداقت احمدیت پر دیئے۔ جو خدا کے فضل سے بہت مؤثر ثابت ہوئے۔ حاضری کافی تھی۔ پانچ ۵ مقامات کا دورہ کیا۔ قرآن مجید کا درس باقاعدہ جاری رہا۔ ۳۷ میل سفر تبلیغی اغراض کے ماتحت کیا تبلیغی امور احباب جماعت کو مختلف موقعوں پر بتائے۔

دیگر تحریکات سلسلہ مثلاً خدام الاحمدیہ کو منظم کیا اور قرآن کریم کی طرف توجہ دلائی۔ چندوں کی طرف توجہ دلائی۔ تعلیم و تربیت کے امور بھی سرانجام دیئے۔

علاقہ مالابار

مولوی عبد اللہ صاحب مالاباری مبلغ ۱ سے ۳۱ دسمبر کی تبلیغی رپورٹ میں لکھتے ہیں۔ اس عرصہ میں مختلف نو ۹ مقامات کا مولوی احمد رشید صاحب مالاباری مبلغ کی معیت میں دورہ کر کے جماعتوں کی تربیت و اصلاح اور تنظیم کا کام کیا۔ گیارہ ۱۱ لیکچر مختلف مقامات میں دیئے۔ جن میں کافی تعداد میں غیر احمدی احباب شامل ہوئے۔ مستورات میں بھی لیکچر دیئے۔ جن میں ان کی تربیت و اصلاح کی گئی۔ دس ۱۰ افراد کو ملاقات کر کے پیغام احمدیت پہنچایا۔ خطبات جمعہ میں تربیت اولاد۔ تبلیغ اور دیگر اہم امور کی طرف جماعتوں کو توجہ دلائی۔ مرکزی تحریکات۔ مثلاً ادائیگی چندہ اور اصلاح مابین میں حصہ لیتا رہا۔ ایک صاحب بیعت کر کے سلسلہ عالیہ میں داخل ہوئے۔

جوڑا ضلع لاہور

رحیم بخش صاحب سندر گڑھی دیہاتی مبلغ نے ۱۵ تا ۲۴ دسمبر کی رپورٹ میں لکھا ہے۔ اس عرصہ میں دو ۲ لیکچر دیئے۔ پندرہ دیہات کا دورہ کیا۔ ایک گاؤں میں ایک غیر احمدی مولوی سے وفات مسیح علیہ السلام پر مناظرہ ہوا۔ دو سو ۲۰۰ افراد کو انفرادی رنگ میں ملاقات کر کے تبلیغ کی گاہے گاہے درس بھی دیتا رہا۔ ۲۰ میل پیدل سفر کیا۔ احمدی احباب کو مرکزی تحریکات کی طرف توجہ دلائی۔ دو مردوں اور دو عورتوں کو تبلیغی نوٹ لکھائے۔ اور تبلیغ کا طریق بتایا۔ تین افراد بیعت کر کے مشرف بہ احمدیت ہوئے۔

مکیریاں ضلع ہوشیارپور

مولوی رتن دین صاحب مولوی فاضل واقف زندگی مکیریاں سے لکھتے ہیں۔ ماہ گذشتہ میں دو دیہات میں مناظرہ بصورت تبادلہ خیالات کیا۔ تین لیکچر تبلیغی دورہ میں دیئے۔ ستمبرہ ۱۳ مقامات کا دورہ کیا۔ ۲۰۹ غیر احمدی اصحاب کو پیغام حق پہنچایا۔ تربیتی و تبلیغی درس دیتا رہا۔ ستر ۷۰ میل تبلیغی سفر کیا۔ جماعتوں میں دورہ کر کے جملہ تحریکات جماعت میں شمولیت کی تاکید کی۔ ایک صاحب بیعت کر کے داخل سلسلہ ہوئے۔

یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ اَفْوَاجًا کا نظارہ

اگر آپ واقعی یہ چاہتے ہیں۔ کہ لوگ فوج در فوج احمدیت میں داخل ہوں۔ اور آپ اپنی زندگی میں ہی یدخلون فی دین اللہ افواجا کا نظارہ دیکھ لیں۔ تو آپ اپنے غیر احمدی رشتہ داروں اور غیر احمدی دوستوں کو احمدیت میں داخل کرنے کی ایسی کوشش کریں۔ جو تخت یا تختہ کا رنگ رکھتی ہو۔ اس قسم کی جدوجہد چند دن کے لئے ضلع گوجرانوالہ کی دو جماعتوں یعنی پیرکوٹ اور مانگٹ اونچے نے کی تھی۔ جس کے نتیجہ میں وہاں چند دنوں میں ہی قبولیت پھیل گئی تھی۔ اگر پیرکوٹ اور مانگٹ اونچے کی جماعتیں اس قسم کی کامیاب تبلیغ کر سکتی ہیں۔ تو کوئی وجہ نہیں۔ کہ آپ نہ کر سکیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہر فرد اپنی ذمہ داری یہ سمجھے۔ کہ کم از کم ایک نیا احمدی میں بناؤں گا۔ لیکن فی الحال تو واقعہ یہ ہے۔ کہ ہر مہینہ بمشکل ساٹھ افراد ایسے ہوتے ہیں جن کے ذریعہ بیعت ہوئی ہوتی ہے۔ دسمبر (یکم تا ۲۰) میں تو یہ فہرست صرف بیس افراد پر مشتمل ہے جیسا کہ فہرست درج ذیل سے عیاں ہے۔ پس ہر فرد کو جدوجہد کرنی چاہیئے۔ تا خدا کی نصرت اور فتح جلد آجائے۔ اور یدخلون فی دین اللہ افواجا کا نظارہ نظر آجائے۔ انچارج بیعت دفتر پرائیویٹ سیکرٹری

نمبر شمار	نام تبلیغ کنندہ	تعداد بیعت
۱	جناب چوہدری عبد المجید صاحب چھچھر پالر ضلع گورداسپور	۵۹
۲	جناب عبد الواحد صاحب بھمبھر شمالی ضلع گجرات	۵
۳	" محمد حسین صاحب محمدی پور حیدرآباد دکن	۵
۴	" عبد الرحمن صاحب پیرکوٹ ضلع گوجرانوالہ	۲
۵	" اللہ دتا صاحب امام الصلوٰۃ ننگل کلاں	۳
۶	" محمد سہگل صاحب چنیوٹ ضلع جھنگ	۳
۷	" محمد ابراہیم صاحب واقف زندگی	۲
۸	" مولوی روشن الدین صاحب مہت پور	۱
۹	" انظام الدین صاحب ڈمیریانوالہ	۱
۱۰	" چوہدری خان صاحب کلر مہار جہلم	۱
[illegible]	جناب مولوی علاؤ الدین صاحب گوجرانوالہ	۱
۱۲	" بقاء اللہ صاحب بھوپال	۱
۱۳	" کرامت اللہ صاحب پشاور	۱
۱۴	" غلام جیلانی صاحب پوسٹل کلرک جالندھر	۱
۱۵	" محمد لطیف صاحب کوہاٹ	۱
۱۶	" حکیم شیر محمد صاحب سیکرٹری تبلیغ سیدوالہ	۱
۱۷	حضرت سیٹھ عبد اللہ الہ دین صاحب سکندرآباد	۱
۱۸	جناب فیروز احمد صاحب ظفر۔ ظفرآباد سندھ	۱
۱۹	" پریذیڈنٹ صاحب جماعت احمدیہ چنیبہ	۱
۲۰	" احمد الدین صاحب پراونشل سیکرٹری تبلیغ سندھ	۱

"وقف تجارت کیلئے ہزاروں نوجوانوں کی ضرورت ہے"

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کا ارشاد ہے۔

"اگر پانچ ہزار آدمی ایسے نکل آئیں۔ جو چار یا پانچ ہزار جگہوں میں جا کر بیٹھ جائیں۔ اور تجارت کریں [illegible] گاؤں کو ایک آدمی سنبھال سکتا ہے۔ اگر چار پانچ ہزار گاؤں یا قصبوں میں اتنے آدمی بیٹھ جائیں۔ تو چالیس پچاس ہزار گاؤں تک ہم اپنی تبلیغ کو وسیع کر سکتے ہیں۔ اگر ہماری جماعت کے نوجوان اس طرف توجہ کریں۔ تو میں سمجھتا ہوں۔ پچیس ہزار شہروں اور قصبات میں بیس پچیس ہزار تاجروں کا بٹھلا دینا کوئی مشکل بات نہیں۔ بیس ۲۰ پچیس ۲۵ ہزار جگہوں پر بیس ۲۰ پچیس ہزار تاجروں کے بیٹھ جانے کے معنے یہ ہوں گے کہ قریباً سارے ہندوستان میں ہم اپنی تبلیغ کو پھیلا سکیں گے۔"

حضور کے مندرجہ بالا ارشاد سے وقف نمبر ۲ کی اہمیت اچھی طرح واضح ہے۔ لہذا ہمارے نوجوان اس طرف خاص توجہ کریں۔ اور حضور کے ارشاد کے ماتحت اپنی زندگیاں وقف تجارت کے لئے پیش کریں۔ تا جلد از جلد اس مبارک سکیم کو عملی جامہ پہنایا جا سکے۔ اور ہم اپنی تبلیغ کو وسیع پیمانہ پر سارے ہندوستان کے گوشے گوشے میں پھیلانے میں کامیاب ہو جائیں۔

عبد الکریم ناظم تجارت تحریک جدید قادیان

ضرورت محررین

دفتر نظارت دعوۃ وتبلیغ کے لئے چند محنتی۔ مستقل مزاج کلرکوں کی ضرورت ہے۔ جو کم از کم میٹرک پاس ہوں۔ تنخواہ کا گریڈ ۲۵-۵-۳۰-۲-۵۰ ہوگا۔ مہنگائی الاؤنس اس کے علاوہ ہوگا۔ ترقی کی گنجائش حسب قابلیت بہت ہے جو گریڈ ۸۰ ماہوار تک ہوگا۔ خواہشمند اصحاب جلد درخواستیں بھجوائیں۔

(ناظر دعوۃ وتبلیغ)

ٹرنک کس کا ہے

۳۰ دسمبر ۱۹۴۵ء کی شام کو ۳ بجے جو گاڑی قادیان سے روانہ ہوتی ہے۔ اس کے ساتھ جو ڈبے امرت سر کے لئے لگتے تھے ان میں سے امرت سر کے مقام پر بندہ کو لوہے کا ایک سوٹ کیس ملا ہے۔ بندہ نے سٹیشن پر مالک سوٹ کیس کو ڈھونڈنے کی بہت کوشش کی۔ لیکن وہ مل نہیں سکا جن صاحب کا

ہو۔ وہ اس کا حلیہ اور نشانیاں بتا کر بندہ سے حاصل کر لیں۔

عبدالحق احمدی کلرک دفتر سپرنٹنڈنٹ ڈاکخانجات لائلپور

لوئی کس کی ہے

بندہ بوا پسی سالانہ اجلاس قادیان سے بوقت صبح ۶ بجے کی گاڑی میں بیٹھا ہوا تھا۔ کہ ایک دوست میرے پاس اپنی لوئی چھوڑ کر چلے گئے۔ کہ میں آتا ہوں۔ گاڑی روانہ ہوگئی ہیں۔ انہوں نے ہر چند امرتسر بھی تلاش کی۔ لیکن وہ نہ ملے۔ اب لوئی کا نشان بتا کر لکھیں۔ جن کے درست پر میں انہیں اطلاع کر دونگا۔ کہ وہ منگالیں۔

خیرالدین چک ۶۷/R ڈاکخانہ چک ۶۱/R تحصیل وضلع منٹگمری۔

آرام تیل

نمونیہ۔ جوڑوں کے درد۔ پھوڑے پھنسی اور چوٹ کے لئے مجرب۔

قیمت ایک اونس ایک روپیہ چار آنہ (عہ/۱)

بیت العلاج قادیان

اٹھرا کی گولیاں

جن عورتوں کو اسقاط کا مرض ہو۔ یا ان کے بچے چھوٹی عمر میں فوت ہو جاتے ہوں۔ یا پیدا ہو کر پرچھاواں۔ سوکھا۔ سبز پیلے دست۔ قے۔ پسلی کا درد۔ ہچکیاں۔ نمونیہ۔ بدن پر پھوڑے پھنسی یا خون کے دھبے وغیرہ امراض میں مبتلا ہو کر مر جاتے ہوں وہ حضرت خلیفۃ المسیح اول و شاہی طبیب مہاراجگان جموں کشمیر کا تجویز فرمودہ نسخہ "اٹھرا کی گولیاں" ہم سے منگوا کر استعمال کریں۔ جو مندرجہ بالا امراض کیلئے اکسیر ثابت ہو چکی ہیں۔ قیمت مکمل خوراک گیارہ تولہ گیارہ روپے فی تولہ ایک روپیہ چار آنہ۔ محصولڈاک علاوہ۔

محمد عبداللہ جان عطاء الرحمٰن

دواخانہ محافظ صحت قادیان

احمدی بھائیوں کے لئے لاجواب تحفہ!

ہومیوپیتھک

جرمنی بارہ اکسیروں کا بکس جس سے معمولی لیاقت کا آدمی سر سے لے کر پاؤں تک کی تمام امراض کا علاج باآسانی کر سکتا ہے۔ قیمت بارہ روپے بمعہ گائڈ۔ علاوہ محصولڈاک۔

نیز ہومیوپیتھک وبائیوکیمک کتب وادویات بارعایت مل سکتی ہیں۔ فہرست مفت۔

پاپولر ہومیوپیتھک فارمیسی ۴۵ ریلوے روڈ لاہور

پروپرائٹر:- ڈاکٹر الف۔ ایم۔ افضل۔ ٹیلیفون نمبر ۲۴۹۰

سونے کا پانی

جدید ترین سائنٹفک طریقہ سے خالص سونے کی ڈلی کو پانی کی شکل میں تبدیل کر دیا گیا ہے جس کی چند بوندوں کے روزانہ استعمال سے ہر قسم کی ناطاقتی۔ جسمانی کمزوری۔ دل کی کمزوری۔ دھڑکن۔ ہاتھ پاؤں کی جلن۔ معدہ وجگر کا ضعف۔ چہرے کی بے رونقی۔ اور رنگت کی تبدیلی منٹوں میں دور ہو جاتی ہے تجربہ شرط ہے۔ قیمت بڑی شیشی دس روپے چھوٹی پانچ روپے۔

دی این ماڈل ٹاؤن لاہور

ضرورت رنگریز

ہمیں اپنے قالینوں کے کاروبار کے لئے ایک ایسے نوجوان کی ضرورت ہے جو رنگریزی کا کام جانتا ہو۔ یا ایسے کام سے دلچسپی رکھتا ہو تا کہ اس کو یہ کام سکھلایا جا سکے تعلیم کم از کم میٹرک تک ہونی چاہئیے۔ تنخواہ حسب لیاقت ہوگی۔ درخواست پر مقامی امیر یا پریذیڈنٹ کی تصدیق ہونی چاہئیے۔

شاہ نواز کمپنی پوسٹ بکس ۱۴۷ نئی دہلی

حب مروارید عنبری

یہ گولیاں اعضائے رئیسہ کو طاقت دینے اور خاص کمزوریوں کو دور کرنے کیلئے ایک اعلیٰ مجرب نسخہ ہے مردوں کی مخصوص بیماریوں کا اصلی سبب بھی اعضائے رئیسہ کی کمزوری کا ہوتا ہے تجربہ کرنے پر یہ گولیاں نہایت مفید ثابت ہوئی ہیں۔ قیمت یک صد گولیاں دس روپے۔ علاوہ محصولڈاک۔

ملنے کا پتہ

دواخانہ خدمت خلق قادیان

احمدیت یعنی حقیقی اسلام ایک عظیم الشان نعمت ہے

دنیا میں ایسی کوئی جماعت نہیں سوائے جماعت احمدیہ جس کا یہ دعویٰ ہو کہ مرنے کے بعد اسکے متبعین بفضل خدا یقیناً جنت کے وارث ہوں گے۔

ثبوت از قرآن شریف:۔ خدا تعالیٰ سورہ توبہ آیت ۱۱۱ میں فرماتا ہے۔ ان اللہ اشتریٰ من المومنین انفسھم واموالھم بان لھم الجنۃ ۔ یعنی یقیناً اللہ تعالیٰ نے مومنوں کی جان ومال خرید لیا ہے اسکے بدلہ میں انکے لئے جنت ہے خدا تعالیٰ نے اس زمانہ میں جو ربانی مصلح مبعوث فرمایا ہے اسکو الہاماً یہ بتلایا ہے کہ اس جماعت کے وہ لوگ خواہ مرد ہوں یا عورت اپنی جائیداد کا کم از کم ۱/۱۰ اور زیادہ سے زیادہ ۱/۳ حصہ وصیت کرکے اسلامی خدمت کیلئے دینگے اور اپنے اعلیٰ نمونہ اور جان ومال سے اسلامی خدمت بجا لائینگے ان کے لئے یقینی جنت ہے۔ ثبوت از حدیث شریف:۔ سرور انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ میری امت ۷۳ فرقوں میں تقسیم ہو جائیگی سب کی سب جہنم میں جائینگی سوائے ایک کے۔ اور جنتی فرقہ کی یہ علامت بتلائی کہ ما انا علیہ واصحابی۔ یعنی وہ میرے اور میرے اصحاب کے طریق پر ہوگا۔ اس طریق محمدی کی صراحت سورہ یوسف کے آخری رکوع میں بھی بیان کی گئی ہے کہ آپ اور آپکے اصحاب کا اصل کام تبلیغ اسلام ہے اس معیار کے مطابق اس زمانہ میں تمام جہان میں اپنی جان ومال سے تبلیغ کرنیوالی جماعت صرف جماعت احمدیہ ہے۔ پس خدا اور اسکے رسول کے احکام کے مطابق صاف صاف ثابت ہے کہ جنتی فرقہ صرف جماعت احمدیہ ہے مبارک ہیں وہ لوگ خواہ مسلم ہوں یا غیر مسلم جو جنتی راہ اختیار کرتے ہوں۔ اور بدبخت ہیں وہ لوگ جو صاف صاف سمجھانے پر بھی اس کے خلاف جہنمی راہ اختیار کرتے ہیں۔ مرنے کے بعد مذکورہ دو راہوں کے سوائے تیسری کوئی راہ نہیں۔ اس ربانی سلسلہ کی صداقت کے متعلق اردو۔ انگریزی۔ گجراتی وغیرہ زبانوں میں لٹریچر صرف ایک کارڈ آنے پر مفت ارسال کیا جاتا ہے۔

عبداللہ الہ دین سکندرآباد دکن

تازہ اور ضروری خبروں کا خلاصہ

دہلی ۱۲ جنوری۔ مسٹر جناح نے یہاں ایک میٹنگ میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ مسلم پاکستان کے حصول کے لئے اپنا خون دینے کے لئے تیار رہیں۔ لیکن ابھی خون دینے کا وقت نہیں آیا۔ ابھی صرف ووٹ دینے کا وقت ہے۔

دہلی ۱۲ جنوری آزاد ہند فوج کی رانی جھانسی رجمنٹ کی تین سو عورتوں اور لڑکیوں کو حال ہی میں دہلی لایا گیا ہے۔ انہیں لال قلعہ میں نظر بند کر دیا گیا ہے۔

ٹوکیو ۱۲ جنوری۔ جاپانی گورنمنٹ نے استعفیٰ دے دیا ہے۔ یقین کیا جاتا ہے کہ شاہنشاہ جاپان موجودہ وزیر اعظم بیرن شیدی ہارا کو ہی نئی وزارت بنانے کے لئے کہیں گے۔ بیرن شیدی ہارا بیمار پڑے ہیں۔ اور انہوں نے آج بستر علالت سے ہی اپنے وزیر خارجہ کی معرفت کیبنٹ کو مطلع کیا تھا۔ کہ انہوں نے فیصلہ کیا ہے کہ جاپانی کیبنٹ کو جنرل میکارتھر کے تازہ احکام کے خلاف جو پالیٹکس سے ناپسندیدہ عنصر کو نکالنے کے لئے ہیں۔ بطور پروٹسٹ یک وقت استعفیٰ دے دینا چاہیئے۔

گوہاٹی ۱۲ جنوری۔ گاندھی جی نے لوگوں سے اپیل کی ہے کہ وہ بندے ماترم کے نعرہ کو جس کے لئے بے مثال قربانیاں کی گئی ہیں ہرگز نہ بھولیں۔ بلکہ جے ہند کے ساتھ ساتھ بندے ماترم کا نعرہ بھی جاری رکھیں۔

لندن ۱۲ جنوری۔ کل جب اتحادی اقوام کی آرگنائزیشن کا پہلا اجلاس ہوا۔ تو ویسٹ منسٹر ہال جہاں یہ اجلاس ہوا۔ میں اکاون جھنڈے مختلف قوموں کے نصب کئے گئے تھے۔ لیکن ہندوستان ہی ایک ملک تھا جس کا اپنا کوئی جھنڈا نہ تھا۔ ہال میں بھی اس کو ایک پچھلے کونے میں جگہ دی گئی۔

نئی دہلی ۱۲ جنوری۔ دہلی کانگرس کمیٹی نے اس افواہ کی تردید کر دی ہے۔ کہ کانگرس سیشن دہلی میں نہیں ہوگا۔

لنڈن ۱۲ جنوری۔ اخبار نیویارک ٹائمز نے بعض باخبر حلقوں کے حوالہ سے اس امر کا انکشاف کیا ہے۔ کہ روسی حکومت کے پاس جو سونے کا ذخیرہ موجود ہے۔ اس کی مالیت کا اندازہ پچاس کروڑ اور دو ارب پونڈ کے مابین کیا جاتا ہے۔ روس کے پاس اس وقت ۱۶ بڑی سونے کی کانیں ہیں جن میں سے ہر سال ۲۴ اور ۲۰ ملین پونڈ مالیتی سونا برآمد ہوتا ہے۔

نورمبرگ ۱۳ جنوری۔ پولینڈ کے سابق نازی گورنر ہنس فرینگ نے جنگی مجرموں کے مقدمہ میں اپنی ایک ڈائری پیش کی جس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ پولوں پر کس قدر مظالم ڈھائے گئے۔ ان کو اس قدر کم راشن دیا جا رہا۔ کہ ان کی صحت قائم نہیں رہ سکتی تھی۔ ڈائری میں لکھا گیا تھا۔ کہ دس بیس لاکھ یہودیوں کو فاقہ کشی سے ہلاک کرنے کا پروگرام تھا۔

لاہور ۱۲ جنوری۔ ہائی کورٹ میں جسٹس مسٹر عبدالرحمن اور جسٹس مہرچند مہاجن پر مشتمل ڈویژن بنچ کے روبرو یہ درخواست پیش ہوئی۔ کہ چونکہ لاہور کارپوریشن کے انتخاب کے سلسلہ میں ووٹروں کی فہرستیں بالکل غلط اور خلاف قانون طریقہ سے تیار کی گئی ہیں۔ اس لئے چیف آفیسر لاہور کارپوریشن کے نام امتناعی حکم جاری کیا جائے۔ کہ وہ اس وقت تک کارپوریشن کے انتخاب عمل میں نہ لائے جب تک کہ قواعد کے مطابق ووٹروں کی نئی فہرستیں تیار نہ ہو جائیں۔ مسٹر آنند کی بحث سننے کے بعد فاضل ججوں نے چیف آفیسر لاہور کارپوریشن کے وکیل ایس ایم سیکری کی بحث سننے کے بغیر ہی درخواست نامنظور کر دی۔ اب ۱۵ جنوری سے لاہور کارپوریشن کی مسلم وارڈوں کا پولنگ شروع ہو جائے گا۔

لاہور ۱۳ جنوری۔ آج پارلیمانی وفد نے ملک خضر حیات خاں وزیر اعظم پنجاب سے آدھ گھنٹہ گفتگو کی۔ اس کے بعد یونینسٹ پارٹی کے بعض ممبر بھی ملے جن سے ایک گھنٹہ تک باتیں ہوتی رہیں۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ پنجاب اسمبلی کے انتخاب میں سرکاری افسروں کے دخل دینے کی مسلم لیگ کی طرف سے جو شکایت کی گئی تھی۔ اس کا بھی ذکر آیا۔ یونینسٹ ممبروں نے اس کی تردید کرتے ہوئے کہا مسلم لیگ نے یہ ایک ہوّا بنا رکھا ہے۔

چنکنگ ۱۳ جنوری۔ سرکاری طور پر اعلان ہوا ہے۔ کہ آج آدھی رات سے ہر جگہ جنگ بند کر دی جائے۔

ٹوکیو ۱۳ جنوری۔ جنرل میکارتھر نے جاپانی گورنمنٹ کو اختیار دے دیا ہے۔ کہ پندرہ مارچ کے بعد جب چاہے عام انتخاب کر سکتی ہے۔

ماسکو ۱۳ جنوری۔ روس بلغاریہ کی گورنمنٹ میں دوسری پارٹیوں کے نمائندوں کو شامل کرانے کی جو کوشش کر رہا تھا۔ اس میں اسے کامیابی نہیں ہوئی۔ ان پارٹیوں نے ایسے شرائط پیش کئے ہیں۔ جو ناقابل تسلیم ہیں۔

کلکتہ ۱۳ جنوری۔ گورنر بنگال مسٹر کیسی اگلے مہینہ اپنے عہدہ سے ریٹائر ہو جائیں گے اور پھر آسٹریلیا کی سیاسی زندگی میں حصہ لینا شروع کر دیں گے۔

دہلی ۱۳ جنوری گورنمنٹ نے ایک آرڈیننس جاری کیا ہے۔ جس کے رو سے ۵۰۰/- یا اس سے زائد کا نوٹ بھنانا آج سے منع ہے۔ بینکوں اور سرکاری خزانوں سے پوچھا گیا ہے۔ کہ ان کے پاس بڑے نوٹ کتنی تعداد میں ہیں۔ جتنی تعداد ان کی طرف سے بتائی گئی۔ اس سے زیادہ کوئی نوٹ گورنمنٹ چھوٹے نوٹوں میں بدل کر نہیں دے گی۔ بڑے نوٹ بینکوں سے بھنانے کے متعلق دس دن کے اندر اندر بمبئی۔ کلکتہ اور مدراس کے ریزرو بینکوں میں درخواست دی جائے گی۔ اس آرڈیننس کا مقصد بلیک مارکیٹ کے سرمایہ پر قبضہ کرنا ہے۔

لنڈن ۱۲ جنوری۔ بوڈاپسٹ ریڈیو نے اطلاع دی ہے۔ کہ ہنگری کے سابق وزیر اعظم ڈاکٹر لاس لوڈی ساہر ڈوس کو ہائیکورٹ کے احاطہ میں تختہ پھانسی پر لٹکا دیا گیا ہے۔ انہیں بغاوت اور غداری کے الزام میں پھانسی کی سزا ہوئی تھی۔ رحم کی درخواست کل نامنظور کر دی گئی۔

نئی دہلی ۱۱ جنوری۔ ایک پریس نوٹ مظہر ہے۔ کہ ہندوستان میں پارلیمنٹری ڈیلیگیشن کے دورہ کا تمام خرچ برطانوی حکومت کر رہی ہے حکومت ہند نے ایک مختصر سا سیکرٹریٹ سٹاف اور سیکرٹریٹ کے شمالی بلاک کا کمرہ ۲۴ ڈیلیگیشن کی سہولت کے لئے بہم پہنچایا ہے۔

دمشق ۱۲ جنوری۔ ابھی برطانی اور فرانسیسی فوجیوں نے شام کو مکمل طور پر خالی نہیں کیا لیکن شام نے اپنے ساحلی استحکامات تعمیر کرنے شروع کر دیئے ہیں۔ تاکہ اپنی حفاظت خود کر سکے۔

بیت المقدس ۱۱۔ جنوری فلسطین کے عربوں نے یہودی مال کے بائیکاٹ کے سلسلے میں یہودی ڈاکٹروں سے علاج کرانا بھی بند کر دیا ہے۔

نئی دہلی ۱۲۔ جنوری مسٹر اینگ نے پریس کانفرنس میں بتایا کہ جرمنی کے تاوان جنگ میں سے ۵ فیصدی حصہ اور ۲۰۹ فیصدی بڑی مشینری ہندوستان کو دی جائے گی۔

یروشلم ۱۳۔ جنوری فلسطین میں متعینہ برطانوی ہائی کمشنر نے اعلان کیا ہے۔ کہ یہودیوں کی بنی ہوئی اشیا کا عربوں نے جو بائیکاٹ کیا ہے۔ وہ برطانیہ کے لئے عوامی تشویش کا باعث ہے۔ اس سلسلے میں میں لنڈن میں دفتر نوآبادیات سے خط و کتابت کر رہا ہوں۔ تاکہ بائیکاٹ کو ناکام بنانے کے لئے مختلف اقدامات کے متعلق فیصلہ کیا جا سکے۔

قاہرہ۔ ۱۲ جنوری۔ سعودی عرب کی گورنمنٹ نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ عراقی لیڈر رشید العالی کا کیس ثالثی کے لئے عرب لیگ کے حوالہ کر دیا جائے رشید العالی جرمنی کے ہتھیار ڈالنے کے بعد جرمنی سے سعودی عرب پہنچ گئے تھے۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ سعودی عرب کی گورنمنٹ نے رشید العالی کو عراق کے حوالہ کرنے سے انکار کر دیا ہے

لاہور ۱۲ جنوری سونا ۔۔۔۔ ۸۹ پونڈ ۔۔۔ ۶۱ چاندی ۔۔۔ ۱۴۴ امرتسر سونا ۔۔۔ ۹۱ پونڈ ۔۔۔ ۶۱ چاندی ۔۔۔ ۱۴۰

نئی دہلی ۱۳۔ جنوری گذشتہ جنگ عظیم میں امریکہ نے دو کھرب ڈالر خرچ کئے۔ اور برطانیہ نے نوے ارب ڈالر۔

لاہور ۱۲ جنوری۔ پنجاب یونیورسٹی نے لائلپور کی چند مسلم طالبات کی درخواستیں مسترد کر دی ہیں۔ انہوں نے یونیورسٹی امتحان کے لئے داخلے کے فارموں میں اپنے پتے کے ساتھ لفظ پاکستان لکھ دیا تھا۔ طالبات نے نواب ممدوٹ صدر صوبہ مسلم لیگ کو بذریعہ تار مطلع کر دیا ہے۔

نئی دہلی ۱۲ جنوری۔ سرکاری طور سے اعلان کیا گیا ہے۔ کہ راجہ مہندر پرتاپ کو ہندوستان میں لائے جانے کی خبر غلط ہے۔

نئی دہلی ۱۲ جنوری۔ مرکزی اسمبلی کے پہلے اجلاس میں میر غلام بھیک نیرنگ کی قرارداد ایجنڈا پر ہے۔ جس میں گورنر جنرل سے سفارش کی گئی ہے کہ وہ ایک آرڈیننس جاری کریں جس میں روئی کی مشین کے تیار کردہ سوت کا ½ حصہ کھدر کے لئے وقف کیا جائے۔

لاہور ۱۲ جنوری۔ محکمہ آبپاشی کے دو نوجوان پنجابی اسوقت وادی لاہول میں ساری دنیا سے کٹ گئے ہیں کیونکہ چاروں رستے برف باری کے باعث بالکل بند ہو چکے ہیں۔ انہیں سردیوں کے آغاز سے پہلے پنجاب گورنمنٹ نے وہاں بھیجا تھا۔ تا وہ ایک پراجیکٹ کے سلسلے میں دریائے چندر بھاگا کے پانی کی مقدار وغیرہ کے متعلق اندازہ کرسکیں۔ ان دونوں کے واپس آنے کی امید جولائی سے پہلے نہیں کی جاسکتی۔ معلوم ہوا ہے کہ ان کے پاس اس عرصہ کیلئے ہر قسم کا سامان موجود ہے۔ یہ وادی ۲۵ میل لمبی اور نصف میل چوڑی ہے۔ ان دو افسروں کے مشاہدہ کے نتیجہ پر پانچ میل لمبی سرنگ نکالنے کا انحصار ہے جو پہاڑوں میں سے ہوتی ہوئی جائے گی۔ اور چندر بھاگا دریا کا پانی دریائے ستلج میں لا گرائے گی